

4/12/59

3339

عشق مراد میں

*
چشم خیال سے ہوتے ہوئے اسوقش کے پڑے

لرزیہ قطرے

۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو

آپ کی رسمِ جہلم کے موقع پر پیش

کیے گئے !

۱۰/۲

~~86495~~

86495

پستہ ٹوٹا ڈال سے لے گئی پون اڑا
اب کے بچھڑے کب ملے دور پڑے ہیں جا

آہ!

حضرت **میاں محمد مراد حسین نوشاہی**

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَاجْعَلْ قَبْرَنَا رَوْضَةً
مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ

ترتیب طاہر حمید پریس پورٹ

تنظیم نیاز مندان میاں محمد مراد حسین نوشاہی



جب اس مجموعہ اوراق کو شائع کرنے کا خیال پیدا ہوا تو رسم چہلم میں صرف چند ایام باقی تھے۔ وقت زیادہ نہیں تھا کہ صاحبزادہ میاں محمد مراد حسین مرحوم و معذور کے حالات کو قدرے تفصیل کے ساتھ قلم بند کیا جاتا — اس برگزیدہ عمل نوجوان زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا اس مختصر سے عرصہ میں ممکن نہ تھا۔ اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے بلاشبہ وہ ایک مثالی حیثیت رکھتے تھے۔ اپنی گفتار، کردار اور تمام اطوار زندگی میں اپنے اسلاف بزرگوں کا نمونہ تھے۔ اس دور میں ایک نوجوان کا عین اپنے اسلاف اولیائے کرام کی طرح پاکیزہ زندگی گزارنا یقیناً قابل تقلید نمونہ ہے چنانچہ آپ کی سوانح حیات کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا کام جاری ہے۔ انشاء اللہ العزیز جتنی جلدی ممکن ہو اسے شائع کیا جائیگا تاکہ عقیدتمندوں اور پر عزم نوجوانوں کو اس کے مطالعہ سے فکری و عملی رہنمائی حاصل ہو۔

فی الحال اس زیر نظر مجموعہ کی اشاعت سے اس عظیم نوجوان درویش کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرنا اور تمہیداً یہ بتانا مقصود ہے کہ معاشرتی، تعلیمی، دینی، روحانی اور سماجی سطح پر محمد مراد حسین کتنا منفرد مقام رکھتے تھے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو مزید کتنی عظمت کے حامل ہوتے اور ان کے علم و عمل سے ملک و ملت کو نہ جانے کتنا فائدہ حاصل ہوتا!

آہ! آپ کی عمر عزیز نے وفانہ کی۔ افسوس! ہم لوگ اب حسرت دیدار دیدار لے، اُس بلند اخلاق محبوب ہستی کو یاد کرتے رہیں گے۔



سیرة نوریہ

آہ! میاں محمد مراد دین نوشتاری

گلشنِ بہتی سے جب معصوم دل اکتا گیا ○ پھول کی مانند تازہ شاخ پر مرجھا گیا!
کسی میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہنتے ہنتے زندگی کا فلسفہ سمجھا گیا
پہلے پڑا معصومیت کے ساتھ وہ سوئے عدم بارگاہِ کبریا سے جب بلا و آ گیا
سر جھکائے تمام کر دل رہ گئے پرسانِ حال اور وہ ہست و بود کی سب گتھیاں سلجھا گیا
نوجواں درویشِ ہستی کا جنازہ جب اٹھا، کانپ اٹھی گویا زمین اور آسماں تھرا گیا
جنت الفردوس میں وادّا سے مل کر خوش ہوا، اس طرح وہ بھی فنا فی اللہ کا رتبہ پا گیا

عرش کے سائے میں غازی بیٹھ کر بولا مراد

یا اہلی! تو نے بلوایا تھا، لے! میں آ گیا



جناب غازی مونیگری

ریڈیو پاکستان - لاہور

سوزِ جاں لحنتِ حکمرانِ محمد مراد حسنین کی مرگِ مفاجات پر

میرا بیٹا ، مراد حسنین
میں ہوں اور حسرتوں کی ہلکے ڈین
نا اُمیدی ہی رہ گئی ماہین !
غم کے دریا میں ہے سفینہ عین
ہم سے رخصت ہوا ہے من کا چین
آ کے خود دیکھ لے ! مراد حسنین
ہو گئے ہیں بڑے فسردہ عین
دیکھ خود آ کے اُس کے روتے نین
ماں تیری تھک چکی ہے کر کر ہین
کیا جُدائی کے تیرے سے عین
اب کریں کیسے اپنے روشن نین
ہم گزاریں گے کیسے یوں دن رین
تجھ کو دیکھے بغیر ہیں بے چین
راستہ تک ہے ہیں تیرا نین
دُور اک دوسرے سے ہیں طرفین
رات دن یوں برس رہے ہیں نین

گیا دنیا سے میرا نورِ لعین
میں ہوں اور شامِ غم کی تہنائی
آرزو بچھ گئی ، گئے ارمان
دل ہے ڈوبا ہوا جُدائی میں
ایسے عالم میں کیا کریں جی کر
گھر کا ماحول کتن دیران ہے
ترے پودے اُداس گلوں میں
کتنا آرزو تیرا بو ہے
تیری بہنیں نڈھال ہیں غم سے
دل ترے بھائیوں کے چھلتی ہیں
ہم تجھے دیکھ کر تو جیتے تھے
بن ترے اب بتا جنیں کیسے
آمرے لا ڈلے، حسین بیٹے !
تو تصور میں ، تو خیالوں میں
تو کہاں ، ہم کہاں یہ کیا غم ہے
یاد میں تیری جیسے بارش ہو

تو کہ تھا پیکرِ ہمہ گیری
 تو تو خود سو گیا ہے مرقد میں
 تیری سیرت تھی خلق کی منظر
 یہ دعا کر ہمیں سکون ملے
 ہم گنہگار ہیں بہت بیٹا
 ہم تیرے واسطے دعا گو ہیں
 تو ہو جنت میں شادماں بہر وقت
 حق پرستی تھا تیرا نصبِ لعین
 ہم مگر تیرے بعد ہیں بے چین
 تیری صورت تھی مطلع السعدین
 رحم فرمائیں والی کونین
 بخش دے ہم کو مالکِ حریم
 اے ثناخوانِ شافعِ دارین
 سر یہ تیرے ہو سایہِ حسنین

تو جو آجائے خواب میں اکثر
 نصرتِ اس طرح پائے شاد چہین



ایسرِ غم

نصرتِ نوشاہی

(والد)

سوزِ دُروں

نوجوانِ درویشِ مسالِ محمدِ مرادِ حسنینؒ

کے یاد میں

چل دیئے ہائے رے مرادِ حسنینؒ
 ماما ماں کی، پیارِ والد کا
 اشکباری ہے، آہ و زاری ہے
 روز و شب کروٹیں بدلتے ہیں
 پاکبازی میں، پارسائی میں
 اک، ہجومِ عام تھا جنازے میں
 دیکھئے! دیکھئے! مُرادِ اپنا
 غم سے سارا جہان سے بے چین
 کیسے کاٹیں گے ہائے غم کی رین
 اور آنکھیں ہیں مجمعِ البحرین
 کسی پہلو نہیں ہے من کو چین
 تھے وہ اسلاف کا نمونہ عین
 دی انہیں حق نے عزتِ دارین
 مسند آرا ہے خلد کے ماہین

اُن کی پیرِ سوزِ موت پر غمِ شور
 بستی بستی میں ہو رہے ہیں بین

محترم جناب مخمور سیدی لاہور

پہنچے فرزدوس میں مُرادِ حسینؑ

○
کر گئے ساتھیوں کو وہ بے چین

پہنچے فرزدوس میں مُرادِ حسینؑ

کتنے پیارے تھے، کتنے اچھے تھے

تھے جو نصرت کے خاص نورِ العین

یاد میں اُن کی رات دن چھم چھم

کبھی رکتے نہیں برستے نین

رُوح پہناں تھی اُن روابط میں

تھے مرے اور اُن کے جو ماہین

کیا کہوں اُن کی شان میں قاتل

کہ ہوں اسرودہ، مضطرب، بے چین

○
نتیجہ فکر

ابوالارشاد قاسم شرفپوری

(مدیر ماہنامہ محبوب لاہور)

مالک و مختار ہے ہر چیز کا رب جلیل
 اُس کے آگے کس کی جرات ہے کہ بن آئے وکیل
 زندگی کا لفظ ہے مرقوم چند الفاظ میں
 داستاں معنی کی لیکن ہے بڑی طول و طویل
 اک جوان بیٹے کا لاشہ باپ کے کاڑھوں پہ تھا
 آہ نصرت رور ہے تھے دردِ غم سے بے دلیل
 کس قدر آلام کا منظر نظر آیا مجھے !!
 غم شناسا اور بھی اس سے ہوا غم کا کفیل
 اک ولی اللہ کے گھر چراغِ نور تھا
 منتخب اُس نے ہمیشہ کی محبت کی سبیل
 محفلِ ہستی میں تھا وہ نوجوان ایسا عظیم
 آج کے اس دُور میں ملتی نہیں جس کی مثیل
 نصرتِ علامہ کے دل پر زخمِ کاری لگ گیا
 ہو گئیں اُن کے گھرانے کی سبھی خوشیاں علیل
 کتنے عالی ظرف سے سر کر گیا میدانِ زلیلت
 اپنی عظمت میں مرادِ حسنین تھا کیا بے عدیل
 ایک مومن کی طرح تھا موت سے وہ ہمکلام
 کلمہ توحید اُس کے لب پہ تھا وقتِ رحیل
 جنتِ الفردوس میں مامون ہو جائے مراد
 بارگاہِ کبریا میں ہے شہرِ میری اپیل

○ جناب محمد انور قمر شہر قنپور

حضرت صاحبِ خیر زادہ میاں محمد مراد حسنین

(کی یاد میں)



نوجوان صاحبِ ارشاد، دل آراء نہ رہا

وہ خطا پوش، وہ غم خوار ہمارا نہ رہا

اٹھ کے وہ جلد ہی دنیا سے گئے سوئے عدم

عرصہ خاک پہ جب اُن کا گذارا نہ رہا

لا لہ نور تھا جو گلشنِ نوشاہی کا

آہ! وہ بزمِ طریقت کا سہارا نہ رہا

خوبیاں لے کے جو چمکا تھا ہزاروں اپنی

سامنے آنکھ کے وہ، آنکھ کا تارا نہ رہا

اپنے اعمال میں تھے شاہِ مراد ثانیؒ

انحرافِ حق سے کبھی اُن کو گوارا نہ رہا

رہبرِ راہِ طریقت تھے بہر حال مرادؒ

غم کے منجد ہار میں محفوظ کنارہ نہ رہا

اُن کی یادوں میں رہے گایہ زمانہ برسوں

اب جو وہ فیض کا بہتا ہوا دھارا نہ رہا

دارِ فانی سے گئے خلدِ بریں میں عارف

حلقہٴ شوق کو تھا جس نے سنوارا نہ رہا

ناچیز:- عارف علی عارف نوشاہی۔ مانگ ضلع لاہور

صاحبزادہ میاں محمد مراد حسینؒ

(کے انتقال پر)

○

زندگی کا حسین پھول گیا
 کر کے سارا چمن ملول گیا
 آخرت کی طرف مراد حسینؒ
 موت کے ساتھ ساتھ جھول گیا
 چھوڑ کر اس جہان فانی کو
 نوجواں ایک با اصول گیا
 ہر کوئی اُس کی یاد میں روئے
 کر کے اپنا صلہ وصول گیا
 ہم تڑپتے ہیں، ہجر میں رمضان
 پیچھے گزرے گی کیا یہ جھول گیا

○

خادم مراد

محمد رمضان نوشاپی شرفی شرفی

آہ محمد مراد حسین نوشاہی

○

اخلاق زمانے توں دکھرا توں پایا لے
 آج تک کسے دا وی دل نہ دکھایا لے
 تیری جدائی دا زمانے وچ شور لے
 دسدانہ کوئی مینوں تیرے جیا ہور لے

عجیب انداز تیرے لبیاں دا کھولنا
 جدوں وی بلایا تساں بس کے بولنا
 سو سہنی تیری چال سی جیویں چلدا کوئی مور لے

دسدانہ کوئی مینوں تیرے جیا ہور لے
 سحری ویلے اٹھ کے جد تہجد سبیں توں پڑھدا
 خوش یوندے والد دل ماں داسی ٹھہر دا
 خوشی ولوں ہن رب دتا منہ موڑ لے

دسدانہ کوئی مینوں تیرے جیا ہور لے
 گلشن نوشاہی وکھو پھلاں نال بھربا لے
 بیرے تے موتی اتے لالاں نال جڑیا لے
 تیرے جیا پھل وچ دسدانہ کوئی ہور لے

دسدانہ کوئی مینوں تیرے جیا ہور لے
 چھڈیا رشوکت ایویں میری میری کرنا
 ایویں کی کفر نال جولی پیا بھرنا

اصل ٹھکانہ آخر سبنا دا گورے

دسدانہ کوئی مینوں تیرے جیا ہورے

○
(خادم مراد) شوکت علی نوشتا ہی
شرفپور شریف

حضرت علامہ نصرت نوشاہی دجوان پتر محمد مراد حسین دی فائے

غیتہ فکر : عابدہ اثر، متعلمہ جماعت ہنم۔ گورنمنٹ گریڈل سکول فیض پور خورد

○

کون آکھے پروردگار نوں کہ انج نہ انج کر

حیات تے موت دے مختار نوں کہ انج نہ انج کر

بیکراں زندگی دا آخر کنارا اے! زندگی اک دگدا ہو یاد دھارا اے

موت دے منج دھار نوں کہ انج نہ انج کر کون آکھے پروردگار نوں انج نہ انج کر

چمن وچہ جدوں بہار آؤندی اے،

پر خزاں دی یاد تڑپاؤندی اے

پھلاں دے کول خار نوں انج نہ انج کر کون آکھے پروردگار نوں انج نہ انج کر

ماپے تڑسکے نہیں کتے اولاد نوں، اولاد روندی اے کدے اجداد نوں

غناں مارے پروار نوں انج نہ انج کر

کون آکھے پروردگار نوں انج نہ انج کر

○

قبلہ حضرت میاں نیک محمد دے پوتے محمد مراد حسین دی مرگ اُتے

—: جناب اثر انصاری:—

بُھل جانے نیں غم بے اور کے وی غم گبھر و پتاں دے نہیں بُھل دے
جدوں یاد آوے اکھیں خون روون بنجوا اُٹھدیاں بہندیاں رہن ڈھل دے
داغ میل پچیل دے دُھپ جان دے پرداغ جدائی دے بسین ڈھل دے
اثر رہند اے مردیاں تیک جھورا گنجھل فرقت دے کدی وی نہیں کھل دے

○
لے کے آدم توں ہے قانون قدرت کوئی آ رہیا اے کوئی جا رہیا اے
لمی عمر اں ہتھوں اے کوئی دکھی کوئی جمدیاں ہو فدا رہیا اے
اُتے شاخ دے کوئی بہار مانے ٹہک ٹہک کے کوئی سُکارہیا اے
اثر گھڑدیاں کئی نیں رے مٹی جھونکا خزاں دا باغ سُکارہیا اے

○
حضرت نصرت نوشاہی دا پت لائق سوہنی صورت تے نیک خصال والا
آیا دین و کھالی سی وچ دنیا بھلا مانس اوہ نیک اعمال والا
اوپدا مکھ سی چن جیوں چودھویں دا آن بان تے حسن جمال والا
اثر فانی جہاں نوں چھڈ کے تے دسیا دسیں بقا کمال والا

○
جدوں تیک جہاں آبادت اُم محمد مراد حسین دی گل رہی
اوپدی شرافت قناعت عبادتاں دی وچ زبداں بل بل رہی
میاں نیک محمد دا پوترا اوہ چرچا وانگ دا دے پل پل رہی
اثر بوند جد رل دی وچ ساگر موج پر سوز اوپدی چھل رہی

نوحہ دل

آہ! میاں محمد مراد حسین نوشاہی



اور حضرت نیک کے دیوار و در کا رخ کیا
خالق ارض و سما نے یوں مراد ان کو دیا
نخلِ مادر کی گھنی چھاؤں میں وہ پلتا رہا
نوریاں دے کر سلاتی تھی اُسے بادِ صبا
اور غنچہ شبنمی آغوش میں گل بن گیا!
ان کی ہر شب تھی چراغاں ان کا بدن عید تھا
ان کی خوشیوں کا یہ منظر دردِ دل میں ڈھل گیا
اور ظالم موت نے اُس پھول کو مر جھا دیا!
کیا خبر تھی زندگی دے جائے گی تجھ کو دغا!
ناگہانی مرگ پر تیری ہے اک محشر بیا!
تیرے صدر سے ہر اک کی روح کو گھائل کیا
غم کا اک خنجر کہ رگ رگ میں اترتا ہی گیا
اتنی گہری نیند تو پہلے کبھی سویا نہ تھا
جسم پر تیرے کفن لگتا نہیں ہم کو بھلا
نوجوانی میں تجھے کیونکر کفن پہنا دیا!
ان کے آنسو پونچھ دے ان کو تسلی دے ذرا

صبحِ جنت سے اٹھی اک موجِ بادِ صبا!
فصلِ گلِ نوشاہی صبا کے چمن میں کھل اٹھی
بادِ صبر سے بچایا باپ نے اُس کا وجود
جھولنا اُس کو جھلاتی تھی سدا موجِ نسیم
کتنی ہی آئیں بہا ریں کتنی ہی بدلیں ریتیں
راحت و چین و مسرت ان کے ہاں مہمان تھی
حیف! اس گھر کا مگر عالم رہا یہ چند روز
مرضِ ہلک لگ گیا ایسا کہ بڑھتا ہی گیا
کیا خبر تھی رُوٹھ جائے گا تو یوں سب مراد
ہر طرف آہ و بکا ہے ہر طرف نوحوں کا شور
اتنی چھوٹی عمر میں تو پڑ بھی گرتا نہیں
دل میں خوں گشتہ تناؤں کے انگارے چلے
صورتِ معصوم تیری تھی تھکن سے بے نیاز
نرم بستر کی جگہ یہ کھاٹ تجھ سے کیوں سچی
کس طرح دکھیں یہ تیرا روپ ہائے کس طرح
چوڑ ہے غم سے مدثر دل کو تھامے ہے مخیث

اس کو شوخی کر عنایت اس کو لوٹا دے منہ ہی
 کس قدر پیارا لگے گا روپ میں دُہا کے تو
 اٹھ کہ اب اپوں سے ایسے روٹھنا اچھا ہیں
 جسمِ خاکی میں ظہور اب تیرا ممکن ہی نہیں
 لیکن اے تاجِ وفا اے طائرِ خلدِ بریں!
 لالہ و گل کی ہیک میں اب بھی ہے تیرا وجود
 یا مہن اور موتیا تیرے تبسم کے امین!
 تیرا رخ خورشید کی بے داغ کرنوں سے عیاں
 خوش نما قوسِ قزح کے روپ میں موجود تو
 یہ شفق یہ بدلیاں یہ کہکشاں یہ چاندنی
 جیسے دشت و دمن یہ گیت گاتی ندیاں
 کون کہتا ہے تیرے ملنے سے ہم محروم ہیں
 جب کبھی دل سے جھرو کوں سے تجھے آواز دی
 اپنے ہونٹوں پر لینے صد مسکراہٹ کے گلاب
 جب کبھی کوئی مسرت ہم کو ملنے آئے گی
 زندگی میں اب نہیں کوئی کشش تیرے بغیر
 بالبل لہزاں، یہ چشمِ نم، بہ زخمِ روح و دل
 مشکلوں سے بے خبر تو قبر میں سویا ہے

دم بخود سچیاں، راحتِ اشک میں ڈوبا ہوا
 خالقِ ذی روح سے کچھ اور سانسیں مانگ لا
 اپنی شیریں سی صدا اک بار پھر سب کو سنا
 ہے بجا یہ قبر کی آغوش میں تو سو گیا
 یہ زمیں تجھ پر نچا وریہ فلک تجھ پر قدا
 طائرانِ خوش گلو میں اب بھی ہے تیری نوا
 نرگس و نسرن و چمپا کو ملی تیری ادا
 مے رہا ہے آج بھی نورِ سحر تیرا پتا
 کوکب و انجم میں جلوہ گر ہوئی تیری ضیاء
 یہ صبا، یہ صنو، یہ شبنم، یہ بہارِ جاں فزار
 قدرتی منظر نے گویا اور ڈھلی تیری قبا!
 کون کہتا ہے کہ ہم سے ہو گیا ہے توجدا
 جب کبھی ہم نے تصور کا دریچہ وا کیا
 رو برو ہم کو ملا معصوم سا چہرہ ترا
 اُس گھڑی تو باخدا ہم کو بہت یاد آئے گا
 تیری یادوں کے سہارے ہی جیئیں گے ہم سدا
 پیشِ یزداں طاہر پرِ نعم یہ کرتا ہے دُعا
 آسماں برسائے تجھ پہ رحمتِ حق کی گھاٹ!

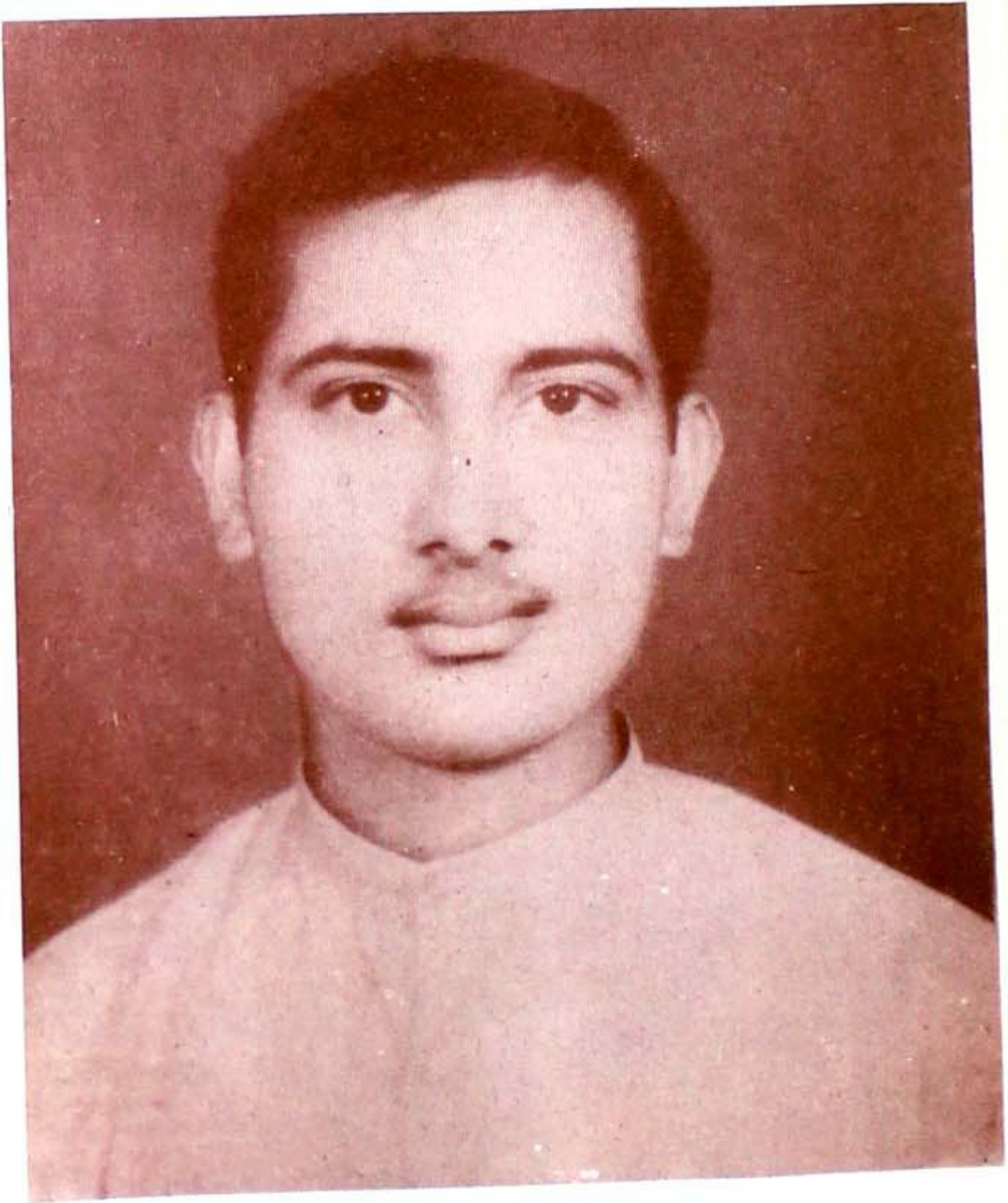
روزِ محشر ہو شہیدانِ رہِ حق کے قریب!

ہو محمد کی شفاعت اُس گھڑی تجھ کو نصیب

(نیتو فکر محترم جناب محمد طاہر صاحب اے جی آفس لاہور)

○

وہ جوان رعنا میاں محمد مراد حسین نوشاہی نور اللہ مرقدہ
جن کے لئے دل بہتر اور روح بے چین ہے!



کل جو زیبِ مغل تھے، آج زیرِ خاک پہاں ہیں!



دے صورتیں الہی کس دیں بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں



درود منشا نوجوان



صاحبزادہ میا محمد مراد حسین نوشاہی نور اللہ مرقدہ



معاشرے میں وہ لوگ کتنا خوبصورت مقام رکھتے ہیں جو حق تعالیٰ کے بجائے
 بوئے راستے کو اختیار کرتے ہیں، برائیوں سے پہلو بچاتے ہیں اور اپنی
 حیاتِ تعارکونیکیوں کے ساتھ آراستہ کرتے ہیں۔ حق کا پرستار عمر کے
 خواہ کسی بھی حصے میں ہو، عمر رسیدہ ہو یا جوان، اعمالِ صالحہ بجالاتے اور
 ایمان پر قائم رہے تو وہ دین و دنیا میں کامیاب با مراد ہے۔ یہ قرآن حکیم کا
 فیصلہ ہے۔

ابھی چند روز پہلے کی بات ہے کہ ایسی ہی صفاتِ حسنہ سے متصف
 ایک با مراد و صالح نوجوان، میا محمد حسین نوشاہی نور اللہ مرقدہ ہمارے
 درمیان موجود تھے جن کی عالی ظرفی، ثابت قدمی، حقیقت پسندی، حق
 پرستی اور علم دوستی کا ایک نامہ معترف ہے، صلح پسندی، حق گوئی، محبت و
 اخلاص، زہد و تقویٰ اور اسلام سے عملاً وابستگی آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کی
 ہر و لعزیز شخصیت عزم و یقین کنی روشنیوں سے منور تھی، مالکِ حقیقی نے
 آپ کی مبارک ہستی کو ایسی خصوصیات سے نوازا ہوا تھا جو بلاشبہ ہمارے
 موجودہ معاشرے میں مثالی درجہ رکھتی ہیں۔

میاں محمد مراد حسینؒ ۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء کو شہرِ قیور شریف کے قدیم بزرگ حضرت شاہ محمد مراد صاحب نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تاریخی خاندان میں پیدا ہوئے جو صدیوں سے یہاں آباد چلا آتا ہے۔ آپ کے والد علامہ نصرت نوشاہی کا شمار ملک کی ممتاز علمی و ادبی شخصیات میں ہوتا ہے آپ کے دادا جی شفا رملت حضرت میاں نیک محمد صاحب نوشاہی قدس سرہ العزیز بھی برصغیر کے شہرہ آفاق طبیب اور نامور اولیائے کرام میں سے تھے، جن کے چشمہ فیوض و برکات سے ان گنت انسان فیض یاب ہوئے۔ الغرض تاریخ علم و تصوف میں آپ کے اکثر اسلاف بزرگوں کے سنہری کارناموں کا ذکر موجود چلا آتا ہے۔ میاں محمد مراد حسینؒ بھی بلاشبہ اپنے اسلاف بزرگوں کا صحیح معنوں میں عملی نمونہ تھے۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں ایسی پسندیدہ صفات کا حاصل ہو جانا، یقیناً آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کی نشان دہی کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ
مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ

اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے
جس کو چاہے خاص کرتا ہے اور
اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

(قرآن مجید)

(پارہ اول، سورۃ البقرہ، آیت ۱۰۵)

پیدا ہوتے ہی آپ کو دادا جیؒ نے اپنی آغوشِ محبت میں لے لیا۔ اپنے مبارک ہاتھوں کے ساتھ آپ کو جنم گھٹی (گڑتی) دی اور کالوں میں اذان بھی خود کہی۔ پھر یہ معمول بنا لیا کہ روزانہ نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ کو اپنی گود میں سلا لیتے اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ اکثر قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر وظائف کے وقت بھی آپ ان کی گود میں ہوتے۔ گویا بچپن کے

ابتدائی چار سالوں میں آپ کی تربیت اور نگہداشت دادا جی کے سایہ
روحانیت میں ہوئی۔ یہ اسی کا پرتو تھا کہ آپ کی عادات، اخلاق اور
افکار و اعمال میں آہستہ آہستہ نکھار آنا چلا گیا۔ بچپن ہی سے آپ بڑے
معصوم، بھولے بھالے اور صحت مند تھے۔ ہر کوئی آپ سے پیار کر کے
خوشی محسوس کرتا تھا۔ حضرت میاں نیک محمد صاحب فرمایا کرتے تھے
”زندگی رہی تو میں مراد کو بہت زیادہ پڑھاؤں لکھاؤں گا“
لیکن وہ ۱۹۰۳ء میں آپ کو اپنے خالہ حقیقی سے جا ملے۔ غالباً یہ ان کی دعا
اور آرزو ہی کا کمر شہ کا تھا کہ محمد مراد حسین نے اپنی مختصر سی زندگی میں
علم و بہنر کے میدان میں خاطر خواہ حد تک ترقی حاصل کر لی تھی اور مزید ترقی
کے لیے آپ کی نگاہ بلندیوں کی جانب لگی رہتی تھی۔

دادا جی ”حضور کے انتقال کے بعد آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر شروع
ہوئی ۱۹۰۳ء میں آپ کو لائمری سکول میں داخل کرایا گیا۔ ۱۹۰۸ء میں آپ
نے گورنمنٹ پائلٹ سکیڈری سکول سے میٹرک کا امتحان بہترین نمبروں
میں پاس کیا۔ ان دنوں سکول کے ہیڈ ماسٹر اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے
شیخ محمد فاروق صاحب مرحوم و مغفوس تھے (جن کی درویشی اور پوہیزگاری
کو لوگ آج تک سلام کرتے ہیں) وہ آپ سے بچہ محبت کرتے تھے
اور آپ کے والد صاحب کو یہ خوش خبری سنایا کرتے تھے کہ انشاء اللہ العزیز
تمہارا بیٹا مراد حسین کسی روز عظیم شخصیت بن کر اُبھرے گا۔

سکول کی تعلیم کے دوران ہی آپ کو ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم
کے لیے قاری محمد یونس صاحب کے سپرد کر دیا گیا جو ان دنوں خود
بھی آپ کے والد گرامی سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا کرتے تھے۔ حافظ صاحب

نے بڑی محنت اور توجہ کے ساتھ آپ کو قرآن مجید پڑھایا، جس سے آپ کا لہجہ، تلفظ اور قرأت و تلاوت کا انداز نہایت اچھا ہو گیا۔ یہی وہ دور تھا جس میں آپ نے بہت سی دینی کتابوں کا از خود مطالعہ کیا۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہو گئے اور ۱۹۸۴ء میں ایف اے کا امتحان بھی اعلیٰ نمبروں میں پاس کر لیا۔ کالج کی تعلیم کے زمانہ میں ہی والد گرامی سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا، ساتھ ہی عربی گرامر و زبان میں بھی دسترس حاصل کی۔ پھر ذہن میں خیال آیا کہ ہمارے خاندان میں کوئی حافظ قرآن نہیں ہے اس لیے کسی سے مشورہ لیے بغیر قاری حافظ محمد پونس صاحب سے حفظ قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لیکن یہ سلسلہ حفظ آپ کی صحت بگڑنے کے باعث منقطع ہو گیا۔ اس پر آپ بہت افسردہ اور غمگین رہتے تھے۔

معاصر طلبہ میں آپ بہترین طالب علم کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے آپ کی محنت، شوقِ علم اور مطالعہ میں انہماک قابلِ تعریف تھا۔ اساتذہ کا احترام، علماء کی قدر دانی، طالب علم ساتھیوں کے ساتھ اخلاقی روال بطور اور حسن سلوک مثالی درجہ رکھتے تھے۔ آپ ہر پہلو میں اسلامی اخلاق و آداب کے پابند تھے۔ مزاج میں بڑی نرمی تھی۔ نماز روزہ کے بچپن ہی سے پابند تھے یہ پابندی آخری لمحاتِ زندگی تک برقرار رہی۔ طالب علمی کے دوران سے بیکر ہی عمدہ اصولوں پر کار بند تھے۔ نظم و ضبط، ایفائے عہد دہانتداری، فرض شناسی، احساسِ ذمہ داری، حسنِ معاملات اور اعلیٰ چال چلن کی جو روشن مثالیں آپ نے سکول میں قائم کیں وہی اپنے معاشرے میں بھی قائم کر کے دکھائیں آپ الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کے قابل تھے مسکراہٹ آپ کی فطرت تھی۔ غصہ طبعیت میں نام کو نہ تھا۔ کسی نے

میں آپ کو کسی سے لڑتے جھگڑتے، کھیل تماشہ دیکھتے، گلی محلے میں آزادانہ
گھومتے پھرتے، گالی گلوچ یا شو کرتے نہیں دیکھا۔ آپ ہمیشہ ہر ایک کو
خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ زبان اتنی رسیلی تھی کہ منہ سے
پھول جھڑتے تھے، غرض آپ اپنی تمام اداؤں میں پختہ ایمان والوں
میں سے نظر آتے تھے۔ باوجودیکہ آپ نے جوانی میں قدم رکھ لیا تھا
مگر دنیا کی مادی خواہشات و لذات کی طرف رغبت نہ تھی، جھوٹ
نبیت، گلہ گزاری، حسد، کینہ، نفاق اور شرانگیزی سے کوسوں دور بھاگتے
تھے، عیش کوشی، فضول رسم و رواج، فضول خرچی اور فیشن پرستی
کی طرف قطعاً میلان نہ تھا۔ بلکہ آپ صبر و توکل، قناعت، استغفار
عفو و بردباری بلندا خلاق اور ضبط نفس میں اپنی مثال آپ تھے۔ اپنی
تمام تر توجہ خیالات کی پاکیزگی اور دل کی صفائی کی طرف مرکوز رکھتے تھے۔
تعلیم کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے تھے۔ لہو و لعب اور کھیل کود سے دلچسپی نہ
تھی بس گوشہ تنہائی ہوتا اور کتابیں البتہ تھوڑی دیر کے لیے سیر کرنا جاتے
یا جامعہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے جامع مسجد ٹاہلی والی تک چلے جاتے،
باقی رات دن کا زیادہ تر وقت پڑھائی، مطالعہ اور اچھے مشاغل میں گزر جاتا،
۱۹۸۶ء کے آخر میں بی ایس سی میں داخلہ لیا۔ لیکن صحت زیادہ
خراب ہو جانے کے باعث مجبوراً گھر پر بیٹھ گئے اور تعلیم کا سلسلہ جاری نہ
رہ سکا اس وجہ سے اکثر مغموم رہتے تھے تاہم تیسرے سال میں پڑھائی
پھر شروع کر دی لیکن اسی دوران آپ کو میوہ ہسپتال لاہور لے جایا گیا تو کتابیں
الگ ہو گئیں۔

ستمبر ۱۹۸۸ء میں آپ کافی حد تک صحت یاب ہو گئے تو پھر خوشی خوشی

86495

تعلیم کا سلسلہ جاری کر دیا۔ قرآن مجید بھی دوبارہ حفظ کرنے لگے۔ کہتے انشاء اللہ
 تعالیٰ اب میں بی اے سال چہارم کا امتحان مکمل کر کے چھوڑوں گا، بھائی
 بہنیں حیرانی سے کہتے ”میاں! چوتھے سال کا امتحان کیسے پاس کر لو گے،
 وقت بہت کم باقی ہے اور کورس زیادہ، بہتر ہے کہ اگلے سال امتحان دے
 لینا“ مگر آپ برجستہ کہتے تھے ”ہمت مرواں مددِ خدا۔ امتحان میں نے دینا
 ہے کہ تم لوگوں نے؟ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دیکھ لینا میں کامیاب ہوا ہوں کہ
 نہیں! اللہ تعالیٰ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ بندے کو تو محنت کرنی چاہیئے۔“
 محمد مراد حسینؒ بلا کے ذہین تھے۔ فن و سہز کے فطرتاً و لدادہ تھے۔ انگریزی
 اور اردو و خط بہت اچھا تھا۔ اردو۔ انگریزی، عربی زبانوں میں کافی استعداد پیدا
 کر لی تھی۔ ریاضی اور شماریات کے مضامین میں بھگاکے نکل گئے تھے پینٹر اس
 غضب کے تھے کہ جو ڈیزائن ایک بار دیکھ پاتے، اُسے ذہن میں بٹھا لیتے
 اور پھر جب تک اس سے کہیں زیادہ خوبصورت قسم کا ڈیزائن تیار نہ کر لیتے
 چین نہ آتا تھا۔ جن جن اساتذہ کرام سے آپ نے علم و فن حاصل کیا وہ بھی
 آپکی مسوکن شخصیت، دلنواز سیرت اور حسن اخلاق کی تعریف کرتے ہیں۔
 آپ پھولوں کی مانند لطیف طبع تھے، پھولوں کی طرح لطیف خیالات
 احساسات رکھتے تھے پھولوں اور پھولوں کی خوشبوؤں سے بچد لگاؤ تھا
 باغبانی اور زراعت کا دلی شوق تھا۔ جہاں کہیں بھی کسی خوشنما پھول یا پودے
 کے بارے میں کچھ سن لیتے تو جلد وہاں پہنچ جاتے اور اُسے حاصل کرنے کی
 کوشش کرتے۔ درختوں کی نقلیں لگاتے رہتے اور بیوند کاری کرتے رہتے تھے
 قسم قسم کے پھولوں کی کیاریاں تیار کر کے ان میں الگ الگ بیج بونے
 تھے۔ گھر میں گھولوں کا بندوبست کر کے اپنے ہاتھوں سے گلاب چنبلی

موتیا، رات بچی کو رانی اور نرگس وغیرہ کے پورے لگاتے۔ کہا کرتے تھے جس جگہ پھول نہیں کھلتے وہ ویرانہ سمجھیے۔“ ذوق یہ بھی تھا کہ کسی تازہ پھول کو شاخ سمیت توڑ کے لے آتے، گلدستے میں سجالتے اور پھر اُسے سامنے رکھ کر کاغذ پر اس کو ڈیزائن کرتے۔ بورڈ۔ بینر۔ کتبے وغیرہ جو کام بھی ملتا اُسے معاوضہ کے قطع نظر معراج فن حاصل کرنے کی غرض سے عرق ریزی کے ساتھ کرتے تھے۔

ایک بار ایک جرمن رسالہ میں چند خوشنما پھول نظر پڑ گئے جو بالکل نصف اسی طرح میں باریک پرنٹ ہوئے تھے، اتنے پسند آئے کہ انہیں بڑے سائز میں ہو بہو بنانے کی دھن میں ایک خورد بینی عدسہ منگوا یا اور کئی روز کی باریک بینی کے ساتھ بالآخر انہیں تیار کر کے چھوڑا۔

غالباً دسمبر ۱۹۸۷ء کے بلدیاتی الیکشن کے موقع پر، آپ نے ایک مقامی امیدوار کے کچھ بینر تیار کرنے کے لیے اجرت پر لے لیے ان دنوں طبیعت کافی ناساز تھی۔ سردی کا موسم تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی لیکن یہ حساب اپنے مکان کی اوپر والی چھت پر دیواروں کے ساتھ بینر لٹکانے مصروف عمل ہے۔ حتیٰ کہ رات کو بھی تیز بلب روشن کر کے کام برابر جاری رکھا والد صاحب نے منع کیا ”بیٹا! خدارا چھوڑ دو اس کام کو۔ بیماری کی حالت میں تمہیں ایسا وقت طلب کام، پھر اتنی سردی میں دیکھ کر مجھے ترس آتا ہے تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے تو میں جو حاضر ہوں۔ اپنی صحت کا کچھ خیال کرو۔“

”ابو جی!“! یہ اُن کا والد صاحب کو مخاطب کرنے کا عمومی تکیہ کلام تھا، آپ خواہ مخواہ ناراض نہ ہوں۔ محنت میں عظمت نہیں کیا؟ آپ خود

محنت نہیں کرتے۔ انسان کامل ہی اس وقت ہوتا ہے جب وہ محنت کرے
 اچھا ہنرمند وہی ہوتا ہے جو خوب محنت کرتا ہے۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے
 کہ بٹیا محنت کر رہا ہے البرجی! میرے نزدیک بیکار بیٹھے رہنا زندگی نہیں
 زندگی حرکت کا نام ہے۔ تاہم والد صاحب نے ان کی ناسازی طبع کی وجہ سے
 آپ کو مزید کام کرنے سے روک دیا۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آپ کو مطالعہ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ صبح
 سے شام تک غرق کتاب رہتے ایسے میں ماحول سے بیگانہ ہو جاتے۔ گھر کا
 کوئی کام بتایا جاتا تو مال سے کہتے ”مال جی! میرا وقت ضائع ہوتا ہے، آپ
 ہی کچھ خیال کیا کریں۔“ حصول علم کے لیے لگن اور انتھک جدوجہد آپ کی
 تعلیمی زندگی کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ کسی کام میں بھی اکتاہٹ کے آثار
 آپ کی طبیعت میں یا آپ کے چہرے پر نظر نہیں آتے تھے۔ آپ اتنے باہمت
 اور صابر مزاج نوجوان تھے کہ اپنے طویل مرض کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ دو سال کا
 عرصہ بڑے حوصلے کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آپ کی مزاج پر سی کو آنے والے
 اور عیادت کرنے والے سبھی افراد جانتے ہیں کہ سخت تکلیف کی حالت میں
 بھی آپ کے منہ سے ملے۔ اُف یا سی کا لفظ نہیں نکلاتھا۔ گویا آپ
 صبر کا پہاڑ تھے۔

اپنی اخلاقی اور عملی زندگی میں بالکل اپنے دادا جی حضرت میاں نیک محمد
 صاحب کی طرح تھے۔ وہی تہجد گزاری، وہی شب بیداری، عبادات و اذکار
 کے لیے وہی ذوق و شوق۔ ذکر و فکر میں مشغولیت خدمتِ خلق کا جذبہ،
 عاجزی و انکساری، فرد تنی، برباری و تحمل، استقامت و حوصلہ مندی۔
 جفاکشی و خود اعتمادی اور دیگر کئی ایک صفاتِ حسنہ میں وہ اپنے دادا جی ^{حضرت}

کا عین نمونہ تھے۔ دُعا اور عبادات میں عورتیت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات دُنیا و ما فیہا کا ہوش نہیں رہتا تھا۔ ماسٹر عمر حیات صاحب باروی بتاتے ہیں ”میاں مراد حسین ظہر کی نماز عموماً نوشاہی مسجد لوہاراں والی میں ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے کئی بار دیکھا کہ وہ نماز کے بعد قبلہ رو ہو جاتے، پھر کیسورٹی کے ساتھ دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیتے اور سر جھکائے ہوئے روتے رہتے اپنے مولا سے نہ جانے کیا مانگتے تھے؟“

آپ کی سادگی بھی ایک مثال تھی۔ سادہ غذا، سادہ لباس اور سادہ زندگی کو پسند کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ کالج کے طالب علم تھے اور جدید دور کے نوجوانوں میں سے تھے لیکن جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہوا آپ رسم و رواج اور فیشن پرستی کے خلاف تھے۔ انگریزی زبان تو سیکھتے تھے لیکن انگریزی تہذیب کو خاطر میں نہ لاتے تھے حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ قوم مسلم میں جن شاہین بچوں کی آرزو فرماتے تھے۔ آپ بلاشبہ انہیں شاہین بچوں میں سے تھے۔ جو مل جاتا کھا لیتے، پہننے کو جو دیا جاتا وہ پہن لیتے۔ کبھی کسی چیز میں نقص، عیب نہیں نکالتے تھے۔ اتنی اگر اچھے کپڑے بنانے کے لیے کہتی تو کہتے ”بھائیوں کے لیے جو کپڑے بن رہے ہیں وہ میرے ہی تو ہیں۔ ضرورت سمجھوں گا تو جس کا لباس چاہوں گا، پہن لیا کروں گا، پھر زیادہ خرچہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔“

استغناء اور قناعت پسندی کا یہ عالم تھا کہ تھوڑے پر بھی گمراہا کر لیتے تھے۔ آپ کے والد رو کر بیان کرتے ہیں ”ایک روز کالج جانے لگے، مجھ سے نہاد راہ مانگا۔ اتفاق سے میری جیب میں سے پانچ پوے کا نوٹ نکلا۔ میں نے آپ کو دے دیا۔ وہ حسبِ عادت مسکرا کر چلے گئے۔“

میں نے پیچھے سے آواز دی بیٹا! ذرا ٹھہرو میں اور پیسوں کا بندوبست
کیے دیتا ہوں۔ مگر آپ یہ کہتے ہوئے دگیوں کی طرف بڑھ گئے ابو جی!
اتنے ہی بہت ہیں گزارا ہو جائے گا۔“

مراد حسین تعمیری فکر رکھتے تھے۔ ذہن میں منفی سوچ نہیں آنے
دیتے تھے۔ قہقہہ نہیں لگاتے تھے۔ شور پسند نہیں کرتے تھے۔ مسکراتے
رہنا عادت تھی۔ نشہ استعمال کرنے والوں کے قریب نہیں جاتے تھے۔
سگریٹ اور تمباکو کی بو تک ناگوار لگتی تھی۔ مجلس میں ایک بار کوئی صاحب
حقہ نوش آ بیٹھے۔ منہ سے تمباکو کی بو آرہی تھی۔ آپ ان کے پاس سے
ذرا اٹھ کر ایک طرف ہو گئے۔ ساتھی نے پوچھا ”اپنی جگہ کیوں چھوڑ دی“
ازراہ تفسیر کہنے لگے ”تمباکو کی خوشبو“ کون سونگھے ”اسی طرح فلم بینی،
رقص و سرود اور تھیٹر تماشہ وغیرہ کو بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

اپنی ذات کے لیے، ماں باپ کو، بہنوں بھائیوں کو اور دوستوں عزیزوں
کو تکلیف دینے سے حتی الامکان گرتے تھے۔ اپنی ذات میں الجھن تھی۔
اپنی ذات میں مطمئن تھے۔ یہ اس لیے کہ فطرتاً آپکی روح مطمئن تھی۔ مزاج
میں شوخی، تیزی یا بد مزاجی کا تصور تک تھا۔ گویا آپکو اپنے نفس پر قابو حاصل
تھا۔ ایک بار احباب کی محفل میں کہنے لگے ”خواہشات و نیوی کی اندھی
تقلید کا نتیجہ رنج و حسرت کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اسلام کی رو سے عاقل
وہی ہے جو خواہشات کا غلام نہیں بنتا۔“

پس ہے فقیر نفس انسان خواہشات کی پیروی نہیں کرنے۔ وہ کچھ بنا کر
بھی سیر نظر آتے ہیں۔ استغناء، صبر و توکل اور قناعت و اطمینان درویشوں
کا خاصہ ہے۔ مراد حسین کی رگوں میں دوڑنے والا خون حرارتِ ایمانی

یہ ہوئے تھے۔ آپ کے اندر اخلاص عمل کا سچا جذبہ کار فرما تھا۔ آپ کے اندر کا انسان، خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد لا شریک سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنے فضل و احسان سے جب چاہے کسی نوجوان میں ایسی عمدہ صلاحیتیں اور خصلتیں دو لیت فرمادے جو ایک پختہ فہم انسان کو کتنے ہی تجربات و مشاہدات کے بعد حاصل ہوتی ہیں :-

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَاءُ لَطْفًا وَّ اللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ
(قرآن مجید)

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو
چاہے دے۔ اور اللہ بڑے فضل
والا ہے۔
(سورۃ المائدہ، پارہ ۱، آیت ۵۴)

مُرَاد حَسْبِ خُدَايَا دُنُو جَوَانِ تَحَى۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے تھے۔ انسان سہو و خفا کا مرکب ہے۔ آخر آپ بھی انسان تھے تو بہ دستغفار کے کلمات عموماً آپ کی زبان پر رہتے تھے۔ دُعَا میں کئی بار یہ الفاظ آپ کی زبان سے نکلتے ہوئے سُننے گئے :-

”پروردگار عالمین! میں سخت گنہگار ہوں۔ مجھے اپنے فضل سے بخش دے۔ تیری عبادت کا حق ہم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہماری ساری خطائیں معاف فرمادے۔ مجھے توفیق مرحمت فرما کہ سیدھے راستے پر چلتا رہوں۔ میری عاقبت کو درست فرمادے اور میری دُنیا کو اپنی عنایات سے سنوار دے، یا اللہ میری غفلتوں اور کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرما تو ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے میں تیرے حضور شرمندہ ہوں۔“

آپ اگر مزید کچھ عرصہ تک زندہ رہتے تو یقین ہے کہ وہ علم و فن کی مزید بلندیاں حاصل کرتے اور ملک و ملت کی خدمت کے لیے مفید شخصیت ثابت ہوتے۔ افسوس! آپ کی عمر نے وفانہ کی۔ اور عین عنفوانِ شباب میں جبکہ پہلی بار آپکی وارطھی اور موپنچوں کے کچھ کچھ بال اگ رہے تھے، ایمان کی دولت ساتھ لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ نزع کے وقت موت کی ذرا سی گھبراہٹ محسوس نہ کی بلکہ بڑی ہوش مندی اور حوصلہ و استقامت کے ساتھ داعی اجل کو لبیک کہی۔

نزع کے وقت موجود، چشم دید حالات بیان کرنے والے حضرات بتاتے ہیں:-

۱۹ جنوری ۱۹۸۹ء کا سارا دن گزر گیا۔ رشتہ دار عزیز بہن بھائی اور ماں باپ سب آپ سے ملے۔ آپ بھی خوش خوش ان سے باتیں کرتے رہے شام کو ڈاکٹری رپورٹ آئی کہ اب آپ ٹھیک ہو رہے ہیں۔ مہنتہ ۲۱ جنوری کو آپ ہسپتال سے فارغ کر دیے جائیں گے۔ یہ رپورٹ آپ نے بھی پڑھی اور خوش ہوئے۔

عشا کے قریب آپکو شدید بخار ہو گیا۔ دس گیارہ بجے کے قریب کھانسی کے ساتھ خون آنے لگا (حالانکہ آپکو کھانسی کا کوئی پہلے مستقل عارضہ نہیں تھا) رات کے بارہ بجکر بینتالیس منٹ ہو چکے تھے کہ خون ناک اور گلے کے راستے نہایت تیزی سے خارج ہونے لگا۔ دونوں بھائیوں محمد مغیث نوشہ اور محمد صہیب سچیار کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

”اب میرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ میں تم لوگوں سے جا رہا ہوں زندگی ختم ہے“ (صہیب سچیار نے حوصلہ دیا) کہنے لگے ”نہیں بھائی جان!

تم بالکل نہ گھبرانا۔ اب میرے ماں باپ کو کیا بتاؤ گے۔ وہ میرے بعد اب کیا کریں گے۔ بہنوں بھائیوں کا کیا ہوگا؟ اچھا اللہ وارث ہے۔“

پھر مغیث بڑے بھائی سے کہا ”بھائی جان مجھے درود شریف ہزارہ سناؤ“

صہیب سے کہا ”مجھے درود تاج سناؤ ملک محمد لوٹا سے کہا مجھے تلاوت سناؤ اور وہ درود وظیفہ جو آبا جی نے میرے لیے لکھ کر بھیجا ہوا ہے۔“

صہیب بتاتے ہیں جب ہم نے تلاوت کی اور درود شریف پڑھا تو بڑا سرور محسوس کیا جیسے آپ کی بے چینی تھم گئی تھی۔

پھر کہنے لگے ”بھائیو اب میرا کلمہ طیبہ سنو، کیا میں ٹھیک ٹھیک پڑھتا ہوں نا! بلند آواز سے کسی بار کلمہ طیبہ پڑھا اور اپنے ایمان کی شہادت دی۔ وارڈ میں موجود سب لوگوں کا دھیان اور کان آپ کی طرف تھے پھر کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لب پہ آیا تو ساتھ ہی ذرا آہستہ آہستہ کہنے لگے ”اُتھاں چک لو“ (یعنی اوپر اٹھا لو) یہ الفاظ تین بار کہے۔ ایسا اللہ یہ گفتگو فرشتوں کے ساتھ ہوتی ہوگی۔

صہیب کہتے ہیں، میں نے کہا ”مراد! مراد یہ کس کو کہہ ہے ہو“

میری آواز پر مراد بھائی نے ذرا آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا اور جواب دے بغیر پھر آنکھیں بند کر لیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سو گئے۔

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۵

جب آپ دنیا میں آئے تھے مارچ کا مہینہ تھا اور بہار کی آمد آمد تھی جب دنیا سے گئے تو جنوری کے آخری ایام تھے اور بار خزاں کے تھپیڑوں سے درختوں کے پتے جڑ پڑے تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر عزیز ۲۰ سال، دس ماہ اور دو دن تھی۔

جیف در چشم زون صحبت یار آفرشد
رُوندے گل سیر اندم و بہار آفرشد

جناب محمد عالم مختار حق صاحب
جھکیاں ناگراں . لاہور

شیوہ پیغمبری

خَدَّتُ اللّٰهَ حَنْدًا لَا فَنَاءَ
نُصَلِّيْ شَرَعًا لِحَمْدِ صِدْقًا
وَحَدُّ لِحَمْدٍ لَا يَعْلَمُ سِوَاهُ
عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُصْطَفَاهُ

یہ ۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء کا واقعہ ہے۔ برخوردار محمد معیت نوشہ نے

اطلاع دی کہ برادر عزیز محمد مراد حسنین پیرٹ کے کسی عارضہ کے سبب صاحب
فراش ہیں اور آج کل اپنے ماموں محمد سرور صاحب کے ہاں بمقام نواں کوٹ
عقب عالی مسجد قیام پذیر ہیں۔ میں عیادت کو حاضر ہوا۔ تو انہیں ہتاش
بتاش پایا اور یوں محسوس ہوا کہ وہ اپنی قوت مدافعت سے بیماری پر
قابو پا چکے ہیں۔ خاصی دیر تک ان سے باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے اپنی
علالت کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ اس بات کو ہمینوں گزر گئے اور ان
کی مسلسل صحتیابی کی اطلاع باقاعدہ ملتی رہی۔ تشویش کی کوئی بات نہ تھی میں
اپنی جگہ مطمئن تھا۔ پھر کیا ہوا۔ کہ ایک صبح اچانک برادر بزرگ الحاج محمد اعظم
منور رقم صاحب تشریف لائے اور برخوردار مراد حسنین کی رحلت
کی اندوہناک خبر سنائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ ایک دم سناٹا چھا گیا
الہی یہ کیا ہے کیا ہو گیا۔ لوگ تو مرتے مرتے جی جاتے ہیں اور مراد حسنین
جیتے جیتے مر گیا اور یوں مراد حسنین ۱۰ مرتے مرتے بھی ایک نئی طرح ڈال
گئے۔ یہ عسر کو تاہ یہ مرگ ناگاہ۔ اللہ اللہ

عجب دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے

چمن سے توڑنا پھول اور ویرانے میں رکھ دینا

مرحوم پر اپنے دادا جان اعلیٰ حضرت عارفِ ربّانی شفا الملت الحاج

میاں نیک محمد صاحب قادری نوشاہی قدس سرّہ العزیز کی بے پایاں
شفقت، نظرِ التفات اور باطنی توجہ نے ان کے مخفی جوہر کو جلا بخشی
اور مرحوم اس حد تک رنگِ شہودی میں رنگ چکے تھے کہ آثارِ بزرگی

از ناہیہ او ہویدا۔ صغیر سنی میں یہ شرف!

سرد غم عشق بواہوس راند ہند سوزِ دل پرداز کس راند ہند

عمرے باید کہ یار آید بکنار این دولتِ سرد سہم کس راند ہند

دادا جان کی روحانی تربیت اور فطری نیکی کے اثرات مراد حسینؒ پر بچپن ہی
سے نمایاں تھے۔ وہ اپنے ہم جوہریوں سے بھی الگ الگ سے رہتے بچپن

اور جوانی اسی اصلاح اور تقویٰ کے ساتھ متصف رہے۔ مطالعہ کتب
اور اساتذہ کی صحبت سے استفادہ کے علاوہ کوئی شغل نہ تھا۔ اتنی کوتاہ

عمر میں وہ بالغ نظر بن چکے تھے اور بڑی بڑی قد آور شخصتیں ان کے سامنے
بونا نظر آتی تھیں۔ ان کے اوصاف و فضائل اور مناقب و کمالات کا

تنوع اس امر کا متقاضی ہے کہ مرحوم کی زندگی کے ہر گوشہ پر سیر حاصل
تبصرہ کیا جائے مگر مجھ ایسا ہیچ کارہ حیران ہے کہ مرحوم کی کس کس ادا کا

تذکرہ کیا جائے جس طرف نگاہ اٹھاتا ہوں میری یہ حالت ہوتی ہے۔
زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگریم کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا

برخور داران محمد مغیث نوشہ و محمد صہیب سچیار نے جو بقول اقبال "چو مرگ
آید تبسم بر لبِ دوست" کے نازک موقع پر موجود تھے بتایا کہ بوقتِ جاں

سپردن ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ عالم بالا کی طرف مائل پرواز ہیں۔ آخر ان کا تعلق عالم بالا سے تھا۔ اور عالم بالا ہی کو سدھار گئے۔ سچ ہے سہ
ع۔ مر کے جوہر قبر میں جوہر کھلے۔

تو نظیری ز فلک آمدہ بودی چو مسیح
باز پس رفتی و کس قدر تو شناخت دریغ
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان
کے مراتب عالیہ میں بیش از بیش اضافہ فرمائے، آمین
کند حق تعالیٰ مزارش منیر
کہ ہست او علی کل شئی و تدیر

اب آخر میں چند الفاظ ”تنظیم نیاز مند ان میاں مراد حسین“ کے بارے
میں۔

میں علی وجہ البصیرت اپنے مطالعہ اور علمی معلومات کی بنا پر پورے
وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ علی و ادبی دنیا میں اتنی کوتاہ عمر میں داغ
مفارقت دے جائیوالی ہستی کی بارگاہ میں اصحاب دانش و بنیش کی
اس پیمانے پر بوقلمون گل ہائے عقیدت پیش کرنے کی یہ واحد مثال ہے
اور اس کا کریڈٹ تنظیم نیاز مند ان محمد مراد حسین نور اللہ مرقدہ کو جاتا ہے
جس نے اس قبیل عرصہ میں شب و روز ایک کر کے مرحوم کے متعلقین سے
ان کے تاثرات حاصل کر کے انہیں ایک حسین دستہ گل کی صورت میں
تقریب چہلم میں پیش کر کے مرحوم کے ساتھ اپنے قلبی لگاؤ کا نذرانہ عقیدت
پیش کیا۔

فقط غمگسار
محمد عالم مختار حق لاہور

جناب حاجی بابو محمد اسلام صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برخوردار محمد مراد حسنین نہ صرف اپنے والدین کے دل کا سہارا تھے۔ بلکہ اہل شرفپور کی آنکھوں کا تارا بھی تھے۔ وہ روشن دل۔ بیدار مغز، خوبصورت اور نیک سیرت نور علی نور تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ کم گو اور کم آمیز تھے۔ مرجان و مرج تھے۔ محمد مراد حسنین مرحوم اپنے ہم عمر لڑکوں سے الگ تھلک رہتے تھے اور ہم عمر لڑکوں سے بھی منسی مذاق نہ کرتے تھے۔ بچپن اور جوانی کے سنگم پہ ایسا تادہ دہ بھی تھے۔ ابھی تک جوانی کی سرح کو عبور نہیں کیا تھا۔ معصوم صورت اور بالکل ہی بھولے بھالے تھے۔ نظر نیچی کر کے گفتگو کرتے تھے۔ میں کئی دفعہ ان کو بیٹھک میں بلا۔ مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ ہستی یا تو نقل مکانی کرنے والی ہے۔ اور یا پھر مجذوبی کی طرف رواں دواں ہے۔ مجھے تو مجذوبیت کے آثار اور قرآن صاف محسوس ہو رہے تھے۔ لہذا میں ۷ سالہ بوڑھا بھی جب ان سے گفتگو کرتا تھا تو — با مجذوب — ہشیار باش — والا معاملہ تھا۔ ڈرتا تھا کہ مبادا بے خبری میں غیر ارادی طور پر بے ادبی اور گستاخی کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔ بیمار تھے۔ پوچھنے پر جواب دیتے۔ ٹھیک ہوں الحمد للہ۔ حالانکہ بہت تکلیف میں تھے۔ صابر اور حلیم تھے۔ قوت برداشت کچھ زیادہ ہی پائی تھی اور یہ مثبت ایزدی کی دین تھی۔

نقص اموال اور نقص نفس سے اللہ کریم اپنے بندوں کو آزماتا

ہے۔ تاریخ کے اوراق اللہ کریم کی اس عادت کے کشتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ بس کرتا ہے! مرضی اُس کی! کون روک سکتا ہے اُس کو؟ روکنے کی جرأت بھی کس میں ہے؟ وہ بے نیاز ہے اور عادل بھی ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ الگ بات ہے۔

جو آیا ہے۔ اُس نے جانا تو ہے ہی! وقت مقررہ پر جانا ہے۔ ایک ساعت کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یہ اس کا اٹل قانون ہے۔ وقت مقررہ پر والدین کی مُراد جو ایسی کلی تھی جو بن کھلے گئی۔ وہ ہستی نقل مکانی کرتے ہوئے چار پائی پر لیٹے دارِ بقا کی طرف گامزن آگے آگے جا رہی تھی۔ اور سوگوار مینڈ برساتی اکھیاں بوجھل بوجھل ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔

اپنے نورِ نظرِ نختِ جگر جانِ پدر کی جدائی میں میاں نور محمد نصرت نوشاہی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ محمد مراد بہ تقاضا کے بشریتِ علم سے نڈھال ہیں اور بار بار فرماتے ہیں۔ دوستو میرے یہ صبر کی دعا کرو میرے لیے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے صبر عطا فرماویں۔

یہ درست ہے کہ نصرت نوشاہی صاحب۔ صاحبِ دل ہیں۔ روشن ضمیر ہیں۔ والدِ مکرم کی تصویر ہیں۔ مگر دیکھتے تھے۔ مگر ایسے جگر گوشہ اور دل کی ضیاء اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے پھڑ جانے کا غم کا حال کوئی اُن بوڑھے والدین سے پوچھے "جدھے بال مرن وچ بھولی" بہر صورت "حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے"

اللہ کریم پھڑنے والے کو فردوس بریں میں جگہ دے اور سپہاندگان کو

صبر جمیل عطا فرمائے آمین !

اک روز کا رونا ہو تو رو کر صبر آئے
ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے

جسمانی رشتہ سے روحانی تعلق زیادہ قوی اور موثر ہوتا ہے۔ اور جسم
سے الگ ہو کر اس جسم کی روح میں قوتِ سمیع، قوتِ بصر، قوتِ ممیزہ اور
قوتِ پرواز بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور اب کے ایسے پھڑے کہ
کبھی خوابوں میں ہی مل سکتے ہیں۔

دُعا گو

محمدؐ اسلام عفی عنہ



پاگئے حیاتِ جاوداں مرادِ حسنینؑ

○

زندگی میں بعض ایسے ایسے ہوتے ہیں جن کو کچھ عرصہ کے بعد فراموش کر دیا جاتا ہے اور اُن کی کربناکی انسان کو زیادہ اذیت نہیں دیتی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کا زخم مُندمل ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض زخم کچھ اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ اُن کو بھرنے کے لیے ایک وقت درکار ہوتا ہے۔ زخم کا درد وہی جانتا ہے جس کو زخم لگا ہوا ہو۔ دوسرے کو اس زخم کے درد کا کیا احساس ہو سکتا ہے۔

ربُّ العزت نے آج جو ہمیں زخم لگایا ہے۔ اُس کی حقیقت کو صرف ہم ہی جانتے ہیں یہ زخم اتنا گہرا ہے کہ اس میں اُٹھنے والا درد ایک ہوک سی پیدا کر رہا ہے۔ اور اس درد میں اتنی بے چینی پیدا ہو رہی ہے کہ سارا سارا دن اور ساری ساری رات تڑپتے اور رونے میں گزر جاتی ہے۔

میں اپنے غم کا حال کس زبان سے لکھوں۔ الفاظ، زبان اور ذہن سے نکل نہیں رہے اور نہ ہی قلم لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔ آنکھوں میں آنسو نہیں ہیں۔ آنکھیں غم کی وجہ سے پتھر بن گئی ہیں۔ دوتا ہوں تو رویا نہیں جاتا۔ مسکرایا چاہوں تو ہونٹ مسکرانے کے لیے ساتھ نہیں دیتے

کیا کریں غم کا ایک پہاڑ ہے جو ہم پر گر چکا ہے جو سٹپنے کا نام نہیں
 لیتا۔ غموں کے اندھیرے غاروں میں زندگی گزارنا حرام ہو رہا ہے۔
 گلاب کے پھول کی ٹہنی اگر خشک ہو جائے تو اس کے اندر سے
 گلاب کا پھول پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں سوکھاپن اور ہریا دل بھی ختم
 ہو جاتی ہے اس طرح بھائی مراد حسنین کے جانے سے میری دنیا ویران ہو
 گئی ہے۔ تازگی کی جگہ خزاں نے لے لی ہے۔ طبیعت میں شگفتگی ختم ہوتی
 جا رہی ہے مسکراہٹوں کی جگہ غم نے لے لی ہے۔ اُس کی پیاری اور
 دلکش تصویر ہر وقت آنکھوں میں گھومتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ میرے نزدیک ہی ادھر ادھر بھر رہا ہے ابھی آواز دے گا ابھی
 بازو تھام لے گا۔ ایسی بے چینی میں طبیعت اور زیادہ بوجھل ہو جاتی ہے۔
 کس زبان سے کہوں کہ مراد بھائی رحلت کر گئے۔ یہ لکھتے ہوئے بھی
 کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ زبان میں لکنت ہے اور قلم میں اٹھان نہیں ہے
 اور نہ ہی الفاظ لکھنے کو ساتھ دے رہے ہیں۔ اس عمر میں ایک عظیم بھائی
 کا ہمیشہ کے لیے جدا ہونا ہمارے لیے انتہائی دکھ اور کرب کا باعث
 کیسے نہ ہو؟

زمانہ جانتا ہے وہ ایک متقی اور پارسا نوجوان تھا۔ اس کی طبیعت
 نہایت بردبار و حلیم تھی۔ انکساری اُس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی
 اُس کی زندگی کا ایک ایک پہلو حسین تر تھا۔ اُس کی سیٹی سیٹی باتیں اُس
 کا ادب کے ساتھ بولنا، اور ہر بات کا خندہ پیشانی کے ساتھ جواب
 دینا کسی زندہ اخلاص کا ثبوت تھا!

مُراد ہمارے گلشن کا ایک تر و تازہ پھول تھا۔ جس کی ہنک اور عطرباشی سے ہر اک لطف، اندوز ہوتا تھا۔ اُس میں بلا کی محبت، شرافت، اخوتِ خلوص اور ہمدردی کا جذبہ کار فرما تھا۔ دوست تو دوست، بیگانے بھی اُس کی نیکو کاری کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

رُکپن سے لے کر جوانی تک کا مرحلہ کافی بے سمجھی کا مرحلہ ہوتا ہے اور اس میں کسی کو بھی اتنی سُوجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ اور وہ اپنی عُسر کے مطابق اُن گنت شرارتیں کرتے اور طرح طرح کے کھیل کود میں مصروف نظر آتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ والدین سے ہزاروں حیلوں اور بہانوں سے اپنی ضروریات پوری کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن مُراد بھائی میں کوئی ایسی خصلت موجود نہ تھی بلکہ ہمیشہ اس عمر میں میانہ روی سے کام لیتے تھے۔ ایک دفعہ

ایک دفعہ میں دو جوڑے جوئے خرید لایا۔ مُراد نے دیکھا تو کہنے لگا بھائی جان یہ بہت عمدہ ہیں۔ میں نے اُس کو پیسے دیئے اور کہا کہ جاؤ تم بھی اپنی پسند کے مطابق خرید لاؤ (اُس وقت عید الفطر قریب تھی) نہایت ادب سے کہنے لگا کہ بھائی جان یہ بھی میرے لیے ہی ہیں میں کیوں فضول خرچی کروں۔ آپ کے ساتھ میں بھی پہن لیا کروں گا گزارہ ہی کرنا ہے نا!

کالج میں پڑھائی کے دوران بھی اُس کا یہی حال تھا۔ ایک دفعہ والد صاحب نے دس روپے کا نوٹ بطور زادِ راہ دیا۔ کالج چلا گیا۔ دوسرے دن پھر والد صاحب نے کہا کہ مراد پیسے لے لو تو کہتے لگا ابا جان میرے پاس دس کے نوٹ میں سے پانچ بچ گئے تھے آج اُن سے کام چلاؤں گا اتنی میانہ روی کے ساتھ زندگی گزارنا اس دور میں اور چھوٹی عمر میں

کہیں دیکھنے میں نہیں آتا۔ اُس وقت مراد تھرڈ ایئر میں پڑھتا تھا۔
 پھولوں اور باغات کا از حد شیدائی تھا۔ میں نے پیوند کاری کا طریقہ
 سکھایا تو از خود طرح طرح کے پودوں کی پیوند کاری کرتا رہا۔ اُس کے
 لگائے ہوئے لیمچی کے پودے آج دل کو تڑپا رہے ہیں۔ وہ خود موجود
 نہیں لیکن اُس کے لگائے ہوئے پودے ہمیں پھل مہیا کرتے رہیں گے۔
 ہم کتنے بد قسمت ہیں کہ بھائی کے ساتھ مل کر ان پھلوں کو نہیں کھا سکیں گے۔
 اور نہ ہی اپنے درمیان اُس کو دیکھ سکیں گے۔

مراد حسنین واقعی مراد والا تھا۔ جس کام کو بھی کرنا چاہتا اُس کے
 راستے میں پڑی ہوئی تمام رکاوٹیں خود بخود دور ہو جاتیں اور کام باسانی
 پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا۔ اُس نے آج تک کبھی کسی کو ناراض نہیں ہونے دیا اور
 نہ ہی کسی سے ناراضگی کا اظہار کیا، گھر میں موجود روکھا سوکھا پکتا اسے خوشی
 سے قبول کر لیا کرتا۔ نقص نہ نکالنا تو ان کی نظری عادت تھی۔ بیماری کے
 دوران بھی اُس نے خود کو بیمار محسوس نہ ہونے دیا۔ وہ بیماری کے دوران
 مسلسل دو دو ماہ تک دیے پر گزارا کرتا رہا۔ اُس کی اس صبر کی
 مثال آج تک سُننے میں نہیں آئی۔

حیف صد حیف! قدرت نے اُس کی پوشیدہ رنگینوں سے
 ہمیں نطف و اندوز نہ ہونے دیا۔ ہماری تمام اُمیدیں دھری کی دھری رہ
 گئیں وہ ہمیں تڑپتا اور سسکتا ہوا چھوڑ کر اتنے بڑے بڑے زخم
 سینے میں پیوست کر گیا کہ شاید ہی اُس کے دینے ہوئے زخموں کو مٹا
 سکیں گے۔ دُعائیہ کلمات تو صرف ہم اپنی تسکین کے لیے کہتے ہیں۔ ورنہ
 وہ ہمیشہ کے لیے حیات جاوداں پا گیا۔ اُس کو ہماری ان ٹوٹی پھوٹی دعاؤں

کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم اُس کی معصومیت کی وجہ سے اُس کی دعاؤں
 کے طالب ہیں کہ رُبُّ العزّتِ اِس معصوم کے طفیل ہمارے سببہ کاریوں پر
 پردہ فرمائے۔ اور اُسے خلدِ بریں میں خاص مقام عطا فرمائے۔
 آمین

غم خوردہ: جمیال محمد مغیث نوشہ (برادرِ کم)



بچے مزدوس میں مراد حسنین

آستانہ عالیہ مراد یہ نوشاہیہ شرفیہ شرفیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ نصرت نوشاہی ایم۔ اے کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ محمد مراد حسنین نوشاہی عین عالم شباب میں دارِ فانی سے جانبِ دارِ البقا چل دیئے۔ آپ ۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء رات بارہ بجکر نپتالیس منٹ پر پیدا ہوئے اور ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء کو ٹھیک رات بارہ بجکر نپتالیس منٹ پر ہی اس دارِ فانی سے دارِ البقا کی جانب کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے دادا جان حضرت میاں نیک محمد نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت بھی بالکل ہی تھا اور یہی وقت آپ کی غائز تہجد کا تھا۔ صاحبزادہ محمد مراد حسنین کے وصال پر اہل خاندان ہی نہیں بلکہ سب دوست احباب معتقدین اور متوسلین پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں ادارہ محبوب صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب اور اہل خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

برخوردار صاحبزادہ محمد مراد حسنین، محترم جناب صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوشاہیہ شرفیہ شرفیہ کے گھر میں حضرت میاں نیک محمد نوشاہی کے اخلاق و کردار اور تحمل و بردباری کا نمونہ تھے بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ وہ ثانی حضرت میاں نیک محمد نوشاہی تھے خاموش طبع، ہنس مکھ اور اعلیٰ سیرت و کردار کے مالک تھے۔ اس ایک فرد کے چلے جانے سے اب گھر میں وہ رونق ہی نہیں رہی۔ ہر ایک ان کے غم میں نڈھال ہے اور اپنا بھی کچھ ہی حال ہے۔ ایسے پیارے صدیوں

میں پیدا ہوتے ہیں۔ صاحبزادہ محمد مراد حسنین حقیقتاً محمد مراد حسنین تھے۔ وہ
تو علامہ محمد اقبال کے شعر

نشان مرد مومن یا تو گویم

چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

کی تفسیر بن کر اس دارِ فانی سے عالمِ برزخ میں چلے گئے۔ اور اپنے رب
کی رضا میں راضی خوشی امرِ الہی کو قبول کر کے دارالبقا کو چل دیئے۔ مگر
پسماندگان اس صدمے کو نازیست نہیں بھلا سکیں گے۔ کیونکہ صاحبزادہ
محمد مراد حسنین کوئی عام آدمی نہ تھے۔ اجل تو سب کو آنی ہے مگر کچھ لوگوں
پر جب یہ وقت آتا ہے تو زمین بھی روتی ہے اور آسمان بھی روتا ہے
صاحبزادہ محمد مراد حسنین نوشاہی کی جدائی میں میں نے محلہ ہرنی شاہ صاحب
کے ذروں کو بھی سسکیاں بھرتے دیکھا ہے۔

بخداد شریف۔ کربلا معلیٰ۔ نجف اشرف۔ کوفہ۔ اعظمیہ۔ کاظمیہ۔ المدائن۔

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد گھر پہنچتے ہی پہلی خبر صاحبزادہ
محمد مراد حسنین نوشاہی کی وفات کی سنی۔ پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اور
یہ خبر سن کر میں مبہوت ہو گیا۔ صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب نے مجھے
اس مقدس سفر پر روانگی کے وقت ایک بہت بڑا پرچہ دونوں سائیڈوں
سے لکھ کر دیا۔ جس میں صاحبزادہ محمد مراد حسنین نوشاہی کی بیماری کا ذکر
کر کے حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفا یابی کی درخواست
پیش کی گئی تھی۔ میں نے مدینہ طیبہ حاضری کے وقت وہ پرچہ تین چار مرتبہ
پیش کرنے کی جرأت کی مگر ہر بار مجھے شرطے (پولیس والا) نے گریبان سے
پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا۔ حالانکہ اس سے قبل کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ با دل

نخواستہ وہ پرچہ واپس لے آیا ہوں۔ یہاں آکر برخوردار محمد مراد حسنین نقشبندی
کی وفات کی خبر سن کر محسوس ہوا کہ چونکہ برخوردار کی وفات ہو چکی تھی اس
لیے وہ رقعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے واپس ہو گیا بس
اس آیت پر ہمیں خاموش ہونا پڑتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

کر گئے سائحتیوں کو وہ بے چین

بیہنچے فردوس میں مراد حسنینؒ

○

شریکِ غم

ایوالا رشد احمد علی قائد شرفپوری

مدیر ماہنامہ "محبوب" لاہور

○

میاں محمد مراد حسین نوشہری

○

ابھی کل کی بات ہے کہ وہ ہمارے درمیان تھے، بالکل بھلے چٹنگے،
تندرست و توانا۔ اُن کا خلق اور مجتہد ہم سب کے لیے قدر روحانی
تکین کا موجب تھیں۔

لیکن وہ بہت جلد ہمیں ہمیشہ کے لیے روتے ہوئے تر پتے ہوئے
چھوڑ گئے۔ کتنی حسرتناک اور الم انگیز بات ہے!

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بھائی محمد مراد حسین کی وفات سے نہ صرف
ہم اور یہ قصبہ بلکہ یہ ارضِ پاکستان ایک عظیم اور ذہین طالب علم سے
محروم ہو گئے ہیں۔ مراد بھائی نہ صرف پورے خاندان کے لیے بلکہ جملہ احباب
اور اہل محلہ کے لیے بھی گویا مجسمہ رحمت و برکت تھے۔ جو شخص بھی اُن سے
ایک بار ملا اُن کا گرویدہ ہو گیا۔

افسوس ہے کہ یہ دنیا ایسے وضعدار، شریف الطبع اور پرہیزگار لوگوں
سے خالی ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے عظیم لوگوں کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے
کہ

۴۔ ابھی اگلی شرافت کے نمونے پائے جاتے ہیں

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ انسان آخر اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے
لیے تو نہیں آیا۔ انسان کا قیام اس دنیا میں عارضی ہے، نہ دیا بدیر اس
کو یہاں سے جاتا ہی ہوتا ہے۔

خالق کائنات کے ارشاد کے مطابق ہر شخص، بلکہ ہر جاندار کو ایک

معین وقت پر یہاں سے ضرور جانا ہے۔ البتہ اس ناپائیدار اور مختصر زندگی کے بعد اس کی ابدی زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی اور وہاں نیک لوگ سب اس طرح یکجا ہوں گے کہ پھر ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں بھائی محمد مراد حسنینؒ کی رحلت پر جو صدمہ ہوا ہے وہ ناقابل برداشت اور ناقابل بیان ہے لیکن سو بھی کیا سکتا ہے؟ ہمیں اس جدائی کو عارضی سمجھ کر باقی زندگی اس طرح گزارنی چاہیے تاکہ آخرت میں ان سے ہمیشہ کے لیے ملنا ہو جائے۔

ظاہر ہے اس کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خود بھی صبر کریں اور تمام اہل خانہ کو بھی صبر کی تلقین کرتے رہیں اور پیارے بھائی محمد مراد حسنینؒ کی طرح بہترین عمل کو اپنا شعار بنائیں یہ دنیا میں بھائی کی یاد برقرار رکھنے کا سب سے اچھا طریقہ ہے اور آخرت میں ان سے سرخرو ہو کر ملنے کا سبب بھی۔ وہ اپنے نمونہ عمل سے ہمیں سنتِ صبر، محنت، الوالعزمی، عبادت گزار، پختہ عزم و یقین، صالح کردار اور ایمان پر مضبوطی کے عمدہ سبق دے گئے ہیں۔ میں بھی اپنے پیارے بھائی محمد مراد حسنینؒ کے لیے دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنی خاص رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائے۔

آمین

عزم زدہ بھائی

محمد صہیب سچیا رنو شاہی

جناب حافظ محمد یونس صاحب قاری
ناظم اعلیٰ جامعہ نوریہ حفظ القرآن - شرفپور



حضرت محمد مراد حسنین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ میرا پہلا
رشتہ یہ تھا کہ وہ میرے استاد زادے تھے۔ تقریباً عرصہ چار سال
تک انہی کے گھر میں رہ کر ان کے والد گرامی سے تعلیم حاصل کی۔
ان دنوں مراد صاحب کا ابھی بالکل بچپن تھا۔ اس عرصہ میں مراد
صاحب کے شب و روز میرے سامنے گزرے۔ مجھے انکی نست و
برفاسست عادات و اطوار رفتار و گفتار کے مشاہدے کا بہت
موقع ملا۔ اتنی مدت میں انسان اپنی بصیرت و بصارت کے
ذریعے کسی کی معرفت کے معاملے میں ایک حد تک مناسب نتیجے
پر پہنچ سکتا ہے۔ میری نظر میں وہ ذہانت، خطانت، متانت
اور عجز و انکسار کا حسین پیکر تھا۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عصر حاضر
کے اکثر مذہبی علمی اور روحانی گھرانے جن کے ساتھ لوگ عقیدت و
محبت سے شاگردی اور مریدی کے رشتے استوار کرتے ہیں تو اس
گھر کے ہر فرد کا ادب و احترام کرنا، عجز کے ساتھ پیش آنا اور ان
کے ہاتھ پاؤں چومنا اپنی محبت کا تقاضہ سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ عمل
مذہبی اور روحانی گھرانوں کے ان بچوں جن کی تربیت کا والدین
نے خاطر خواہ بندوبست نہ کیا ہو تو مزاج میں بگاڑ پیدا کر دیتا
ہے۔ بالخصوص و تکبر و غرور جیسی مذموم صفات کے حامل ہو جاتے
ہیں۔ وہ اپنے باپ کے ارادت مندوں کو نذر خرید غلام تصور کرنے
لگتے ہیں۔ ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ان کے مقام کا لحاظ نہیں
رکھتے اَللّٰہُ مَا شَاءَ اَللّٰہُ۔ مراد حسنین بھی ایسے ہی ایک علمی

اور روحانی گھرنے کا چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد گرامی ایک بلند پایہ شخص اور اقلیم علم و ہنر کے فرما روا ہیں۔ ان کے مریدین شاگردان اور وابستگان کی کثیر تعداد ہے۔ جنکی نظر میں مراد حسنین کا ایک اونچا مقام تھا۔ وہ سب لوگ اس کو محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھتے۔ الغرض ہر قسم کا سلوک جو ایسے گھرانوں کے افراد سے کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہوتا۔ لیکن اخلاق رذیلہ اور صفات مذمومہ کی اس کو ہوا تک نہ لگی ہوئی تھی کیونکہ اس کی رگوں میں فرشتہ سیرت اور فقیر منش ماں کے دودھ کا اثر تھا۔ جہاں دیدہ باپ کی تربیت کا اثر تھا۔ خدا رسیدہ بزرگ دادا کی دعائے نیم شبی کا سہارا تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کے متوسلین ہمانوں کی خدمت میں میربانی کے فرائض سرانجام دیتا ہوا یوں معلوم ہوتا جیسے کوئی خالوادہ فقر کا غلام ہو اسے اپنی شاہزادگی کا احساس تک نہ تھا۔

میرا دوسرا رشتہ ان کے ساتھ یہ تھا کہ وہ میرے شاگرد بھی تھے۔ انہوں نے ناظرہ قرآن مجید مجھ سے پڑھا تھا بعد میں حفظ شروع کیا۔ لیکن بعض مجبوریوں کے پیش نظر چھوڑ دیا۔ جب میں صرف ان کے والد گرامی قدر کا شاگرد تھا۔ ان دنوں بھی وہ میرے ساتھ ادب و احترام کا سلوک کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بڑوں سے احترام کیا جائے کا عملی نمونہ تھے۔ لیکن جب مجھ سے قرآن پڑھنا شروع کیا تو شاگردی کے احساس نے انہیں عجز و انکسار اور ادب و احترام کا پیکر بنا دیا۔ پھر انہوں نے ہمیشہ میرے سامنے بچوں کی سی حرکات اور بے تکلفانہ گفتگو سے مکمل اجتناب کیا۔ وہ میرے ساتھ بھکی ہوئی نگاہوں سے بے لفظوں میں گفتگو کرتے ان کی یہ عادتیں میرے دل میں اتر گئیں۔ دلی تمنائیں

مراد حسنینؑ کے ساتھ وابستہ تھیں جو ہر استاد کی اپنے لائق ترین اور مستقبل کے مہم را شاگرد سے ہوتی ہیں کیونکہ ایسے شاگرد دنیا میں استاد کی نیک نامی اور نام کی بقا کا باعث بنتے ہیں اور آخرت میں اپنی صالحیت کی بنا پر استاد کی نجات کا باعث ہوتے ہیں۔ مالک حقیقی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

(رہی دل کی دل ہی میں جس تیریں کہ نشان قضا نے مٹا دیا)

یہ فرشتہ سیرت انسان صرف میری نیک تمناؤں کا مرکز ہی نہیں تھا۔ بلکہ ہر دوست۔ بہن بھائی اور والدین کی نیک توقعات اس کے ساتھ وابستہ تھیں۔ میرے استاد محترم اور مراد صاحبؒ کے والد گرامی کبھی کبھی فرماتے بڑے بیٹے کی اعلیٰ تعلیم کے سلسلہ کچھ گھریلو بھاری ذمہ داریاں رکاوٹ بنی رہیں۔ صیب صاحب اور راحت العین صاحب بچپن میں بلندی سے گرنے کی وجہ سے قدرے کمزور ہو گئے۔ اب مراد صاحب ہیں جو صحت مند اور ذہین ہیں۔ یہ میری آرزوؤں کو پورا کریں گے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ یہ ہمہ صفت موصوف اور صالح نوجوان جب عالم شباب کو پہنچا اور ہمارے خوابوں کی تعبیر بن کر سامنے آنے والا تھا کہ مالک حقیقی نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور ہم حسرت بھری اور پر نم نگاہوں سے اسے دیکھتے اور یوں کہتے ہی رہ گئے کہ

بجو کز برین کج می روی
مرا می گزاری چرامی روی

مراد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بظاہر ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن وہ ایسے پیز نہیں تھے جسے فراموش کیا جاسکے۔ وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے۔ ان کی یاد دلوں کو تڑپاتی رہے گی

آہ! محمد مراد حسنین نوشاہی

جہاں تک میرا اور محمد مراد حسنین کا تعلق ہے ہم دونوں اکٹھے دس سال تک اکٹھے پڑھتے رہے ہیں۔ وہ ایک نہایت رحم دل اور خوش اخلاق انسان تھے۔ ہم دونوں کا آپس میں گہرا دوستانہ تھا۔ بلکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے بھائی تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ مراد جب بھی مجھ سے ملتے ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ہمیشہ رہتی تھی۔ وہ جب بھی کسی سے ملتے تو سلام میں ہمیشہ پہل کرتے اور مخاطب کو مسکرا کر بلاتے۔ وہ پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور نماز تہجد بھی۔ میں انہیں ہر وقت بھائی مراد کہہ کر بلاتا تو وہ بہت خوش ہوتے اور مجھ ایسے گنہگار کو اس درویش کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کی کئی مرتبہ سعادت نصیب ہوئی۔ ہم دونوں اکٹھے کھانا کھا کر بیک گوٹہ خوشی محسوس کرتے تھے۔ ہم دونوں نے دس سال کا عرصہ اکٹھے رہ کر گزارا لیکن میں نے اُسے کبھی جھوٹ بولتے اور فضول بات کرتے نہ پایا۔ وہ بڑا محنتی اور ہوشیار لڑکا تھا۔ میں جب بھی کوئی فضول بات کرنے لگتا تو وہ اُسی وقت روک دیتا اور فوراً ہی یہ بات کہتا کہ ہم درویش لوگ ہیں اور درویشوں کے پاس بیٹھتے ہیں۔ ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

اُن میں عام لڑکوں جیسی کوئی خصلت نہ تھی۔ وہ جب بھی پڑھائی سے فارغ ہوتے تو کوئی تصویر بنانے لگتے۔ عصر کے وقت ہم بہت سارے دوست ہر روز کنوئیں پر جاتے تھے۔ تو جب کبھی میں نہ آتا تو وہ کسی

دوسرے لڑکے کو میرے گھر بھجوا کر مجھے بلوا لیتے۔ یا خود ہی مجھے بلانے آ جاتے۔ یوں مل کر خوشی محسوس کرتے۔ وہ میرے گھر اکثر آتے جاتے رہتے تھے بلکہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ خورد و نوش بھی ہو جاتا۔ سیر کے دوران ہم سب خوش گپیاں کیا کرتے۔ لیکن وہ عموماً پھول توڑنے میں محور ہتے تھے۔ وہ پھولوں کے بہت شوقین تھے۔ اُن کا مشغلہ بھی اچھے اچھے پھولوں کے پودے لگانا۔ اور پھر اُن کی مناسب دیکھ بھال کرنا تھا۔ لطیف حس اور لطیف مزاج رکھنے کی وجہ سے وہ اتنا ہی خوش ہوتے تھے جتنا کوئی اپنے کسی عزیز دوست سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ کنویں سے وہ ہر روز پھولوں کا ایک گلدستہ ضرور بنا کر گھر لایا کرتے تھے۔ پڑھائی میں وہ میری بہت مدد کرتے تھے۔ یہ گویا اُن کی محنت اور توجہ دلانے کا نتیجہ ہے کہ آج میں ایف اے کا طالب علم ہوں۔

محمد مراد حسنین نوشا ہی کے جو مجھ پر احسانات ہیں۔ اُن کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ محمد مراد حسنین کی جدائی نے مجھے بہت نڈھال کر دیا ہے۔ کیونکہ مجھے اُن سا کوئی دوست نہ ملا ہے نہ مل سکے گا میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ساتھ میں اپنے مشفق دوست کے اوصاف بیان کر سکوں۔ حقیقت میں وہ ایک بہت بڑا انسان تھا۔

اتنی سخت علالت میں اُس عظیم انسان نے کبھی ہائے تک نہیں کی۔ جب بھی اس سے کوئی اُس کی طبیعت کے متعلق پوچھتا۔ تو اُس کی زبان سے یہی لفظ ادا ہوتے تھے۔ کہ "میں ٹھیک ہوں"۔ میرے دوست کی ہر ادا بے مثل تھی۔ اچانک مجھے بیس جنوری کی صبح محمد حسن نے گھر جا کر محمد مراد حسنین کی وفات کی خبر سنائی۔ اُس کی بات پر مجھے یقین ہی نہیں آتا

تھا۔ بلکہ اس نے جب یہ الفاظ دو تین مرتبہ دہرائے تو میرا دل دھک سے رہ گیا۔ اور آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔ مجھ میں ہمت نہ رہی کہ چارپائی سے اٹھ سکوں۔ جب ایک اچھا دوست دوسرے سے جدا ہوتا ہے تو بھلا اُس کے دل پر کیا گزرتی ہے؟

میری دعا ہے کہ مرحوم میاں محمد مراد حسنین نوشا ہی مرحوم و منضور کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اُس کے درجات کو بلند کرے اور اُس کے تمام بھائیوں بہنوں اور والدین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

غم خوردہ

محمد بوٹا انصاری۔

محلہ شیر بابانی۔ شرف پور شریف



حرفِ سوز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

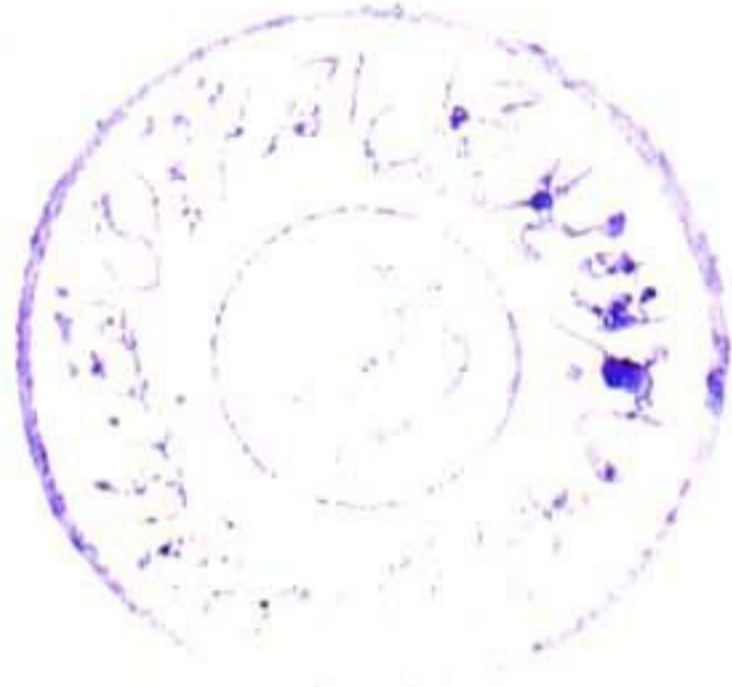
جناب ڈاکٹر حمید اختر صاحب
شرفیور شریف

قریبی ہم سایہ ہونے کے باعث مرحوم مراد حسنینؒ سے میرا تعلق بڑا
گہرا ہے بچپن ہی سے یہ نوجوان عام بچوں سے بالکل مختلف عادات
و اطوار کا مالک تھا۔ میں اکثر اسے پیار سے "بامراد" اور کبھی کبھی "مادر وشن"
کہتا تو یہ جواباً صرف مسکرا دیتا، میرے خیال میں وہ حقیقت میں بامراد
ہی رہا۔

میں نے اپنی زندگی میں لڑکپن کی عمر میں پہنچنے والے کسی نوجوان
کو نہیں دیکھا جو اپنے ہم جو لہیوں کے ساتھ کھیل کود اور دوسری سرگرمیوں
میں بھی شائستگی اور محبت کا دامن نہیں چھوڑتا۔ جب کہ لڑکپن کے اس
جذباتی حصے میں نوجوان معمولی بہ معمولی بات پر اپنے دوستوں سے
الجھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مراد حسنینؒ اپنی عمر سے زیادہ ذہین،
اور سنجیدہ نظر آتا تھا۔ اس کی زبان، ہاتھ سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچتے
میں نے نہیں دیکھا۔

ڈاکٹر حمید اختر

جنرل سیکرٹری پی پی۔ شرفیور



جناب ماسٹر حاجی برکت علی صاحب فارگ

شرفپور شریف

صاحبزادہ محمد مراد نوشاہی نے میرے پاس فنِ جراحی سیکھنے کے لیے ڈیڑھ سال کام کیا، آپ کی تعلیم ایف اے تک تھی، باوجود چھوٹی عمر ہونے کے دماغ میں بہت صلاحیت رکھتے تھے۔ جو کام میں نے ساٹھ سال کے عرصہ میں پایا، وہ انہوں نے اس قلیل عرصہ میں کامیابی سے سیکھ لیا۔ آپ کی سوچ مدبرانہ تھی، بااخلاق اور نرم دل تھے، دکان پر بیماروں کے ساتھ بڑے خلوص سے پیش آتے، آپ کا چہرہ بارونق و خوبصورت تھا۔ سارا دن ہتھاش بشاش رہتا، ہر وقت ہونٹوں پر مسکراہٹ نظر آتی، تکلیف میں بھی کبھی غمگین چہرہ نظر نہیں آیا، آپ نماز کے پابند تھے ایمانداری کی تو کوئی حد نہ تھی، چھوٹی عمر میں تو ہر بالغ نابالغ کو پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن میری عدم موجودگی میں جو مریضوں سے رقم وصول کرتے، وہ عین اسی طرح مجھے دے دیتے، کسی قسم کا ان کے دل میں لاپرواہی نہیں تھا، اس چھوٹی عمر میں بہبودہ بات زبان سے نہیں نکالتے تھے جو بات چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ کرتے، نہایت ادب اور سلیقہ اور حلیمی سے کرتے، مسخرہ پن ان کے وجود میں ہی نہ تھا، جو بات منہ سے نکالتے بزرگوں اور ولیوں جیسی ہوتی۔

افسوس اس قابل ہستی کو پروان چڑھتے نہ دیکھا، آج تک جو لوگ دکان پر آتے ہیں ان کی خوش خلقی کو یاد کرتے ہیں، یہ صدمہ سارے شہر کو ہوا، میرے نزدیک ان کا جنازہ ہزاروں کی تعداد میں تھا اور اسوقت ولیوں جیسا سماں تھا، تعداد میں ان گنت تھا، باہر سے

لوگ بہت شہروں سے آئے ہوئے تھے۔ خداوند کریم اُن کو حَبِیَّتِ
فردوس میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

شَرِیکِ غَم
ماسٹر برکت علی نارگ



جناب نسیم شہزاد صاحب
جرنلسٹ۔ شرقپور ٹریف

محترم جناب نوشاہی صاحب

اگرچہ ہر تعزیت کُنڈہ کی طرح ان بے ربط لفظوں کی آمد بھی آپ کے
زخم کو نئے سرے سے تازہ کر دے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس
جانکاہ حادثے پر آپ کو صبر کی تلقین کرنا ایسے ہی ہے جیسے سیلاب کے
سامنے بتدباندھنا یا جنگل کی آگ کو پھیلاؤ سے روکنا۔ کرب کی اس
منزل سے آپ کو تنہا گزرنا ہے۔

میاں صاحب! جب غم اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ
وارد ہوتا ہے تو بہت سارے متعلقین کے معمولات معمول سے ہٹ
جاتے ہیں اور معمول تک کا سفر ہر فرد کو فرداً فرداً تنہا کرنا پڑتا
ہے کیونکہ غم کو مادی چیز نہیں کہ اُسے تقسیم کر لیا جائے۔

کاش ایسا ہوتا تو میں آپ کو کبھی تنہا نہ چھوڑتا۔

دل تو جیلا اُداس ہے ناصر

شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے

ایم نسیم شہزاد۔ جرنلسٹ

طاہر حمید پریس رپورٹر
روزنامہ 'مسادات' و 'مشرق' لاہور

صبر و استقامت کا پیکر، راست گو، مُراد حسنین جو عمر میں مجھ سے تھوڑا سا
چھوٹا ہونے کے باوجود مجھے بھائی جان کہہ کر پکارتا تھا۔ آج ہم میں نہیں،
لیکن اُس کے ساتھ گزے ہوئے لمحات دل کو رُلا دیتے ہیں
پھولوں کا شیدائی وہ میرا دوست، پھولوں جیسی نرم و نازک طبیعت کا
مالک تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُس کی ذات سے کسی عزیز، دوست
کو آج تک کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

۶۔ رہا تو روشنی کی طرح، گیا تو نور لے گیا،
میرا ہم راز جو اخلاق کی بلندیوں پر تھا تاحیات مجھے اس کی کمی محسوس
ہوتی ہے گی، مکان قریب ہونے کی وجہ سے دن میں کسی بار ملاقات ہوتی تھی
خصوصاً جمعہ کے روز وہ میرے ساتھ شہر سے باہر جاتا تو میں اُس کی ہلکی ٹھکی
دلاویز باتوں سے مسرور ہوتا تھا۔

آخر میں اپنے مرحوم دوست کے لیے دُعا گو ہوں کہ ربِّ ذوالجلال اُسے
جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

طاہر حمید

جناب گوہر نوشاہی صاحب
اسلام آباد

○

عزیز مراد کی وفات ہم سب کے لیے اندوہناک بھی ہے اور شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صبر کا امتحان بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اس امتحان کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور عزیز کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ یہ زخم مندمل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل و کرم مرہم ہیا کرے گا۔ دُعا ہمارا مقدر ہے اور یہی ہمارے لیے تنہا چارہ کار بھی ہے۔ خدا ہم بے چاروں کی دعائیں قبول فرمائے آمین۔

شریکِ غم
گوہر نوشاہی

○

مجھے اور سب کو مرحوم محمد مراد حسنین کی وفات پر بہت افسوس اور غم ہے۔ اس لیے کہ وہ ہمارے بہت ہی قریبی عزیز اور ہمارے اپنے تھے۔ مراد بھائی ایک نیک، بہادر اور باہمت شخص تھے۔ بہر حال اللہ نیک ہی بندوں کو بلا تا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں داخل کرے۔ آمین

نوید گوہر۔ فرید گوہر
اسلام آباد

○

جناب شیخ نجم نعمانی صاحب سبزواری



تاثرات قلبی بروفات حسرت آیات صاحبزادہ محمد مراد حسنین نور نظر

میاں نور محمد نصرت نوشاہی شرقپوری

نہایت شاق رنجِ فرقتِ اجباب ہوتا ہے

یہ مل کر بیٹھنا گویا برنگِ خواب ہوتا ہے

میاں نور محمد نصرت نوشاہی شرقپوری ہیں میرے بچپن کے جگری

دوست اور ساتھی۔ مجھے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ان کے والد

گرامی جو بلاشبہ ولی کامل اور جنیدِ وقت ہونے کے ساتھ ساتھ

بہت بڑے عالم باعمل اور جید طبیب تھے۔ ان کی صحبت سے فیض

یاب ہوا ہوں اور ان کی روحانی محافل میں متعدد بار شامل ہونے

کا موقع ملا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد مراد حسنین کی طویل

علالت پر میں علامہ نصرت نوشاہی سے کم متفکر اور دل گرفتہ

نہیں تھا۔ مرحوم کے لیے شفا کے کاملہ اور عاجلہ کی دعائیں قبول

ہوئیں اور ہماری مراد برآئی۔ نوجوان صاحبزادہ روبصحت ہوا اور

اس نے حصولِ تعلیم کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔ لیکن وائے حسرتا کہ

چند ایام کے بعد بچے کی وفات کی رو فرسا خبر سن کر بجلی سی دل پہ

گری یہ اطلاع فون پر مجھے ملی تھی۔ شرقپور پہنچا تا کہ نماز جنازہ میں

شمولیت ہو سکے۔ نصرت نوشاہی کو دیکھا جو تصویرِ غم بنے ہوئے

تھے لیکن ان کا ضبط و تحمل اور حوصلہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ آج

کے دور میں بھی اللہ کی رضا کے آگے صبر کرنے والے موجود ہیں۔

لیکن دزدِ اجل کی تاک بڑی غضب کی تھی۔ تاہم سینکڑوں، ہزاروں

موجود سوگواروں نے مشاہدہ کیا کہ جواں نسال بچے کی میت لحد میں اتارتے وقت ایک کھرام برپا تھا۔ اور علامہ نصرت نوشاہی کے ہوں پر یہ الفاظ جاری و ساری تھے۔ اچھا بچہ سپرد خدا میرے نیک بیٹے کا اللہ حافظ و ناصر الوداع، الوداع اپنے دادا اور پردادا جن کے قدموں میں تیری امانت رکھ رہا ہوں انہیں جا کر مہلا سلام کہنا۔
یہ دکھ وہ ہے کہ جس کی شرح کافی ہو نہیں سکتی
یہ وہ نقصان ہے جس کی تلافی ہو نہیں سکتی

سید نجم نعمانی سبزواری

۲۵۰۲۰۸۹

○

جناب ظفر محمود (حافظ)

احاطہ آبکاری شرقپور شریف

میاں مراد حسین شرم و حیا کا پیکر۔ بر خوداری میں بے مثال کم گو اور موقع کی مناسبت سے گفتگو میں لاجواب۔ حوصلہ مند اور قناعت کے جذبہ سے سرشار۔ گلشن حیات کا ایسا پھول کہ جو بھی ان سے ملتا ہلک ہلکا جاتا۔ پھولوں کے گلستہ کو عجیب کانٹ کے سجانے کا انہیں ملکہ حاصل تھا۔ مجھے تو لگتا تھا۔ جیسے ان کی ذات ہی اس گلستہ کا حصہ تھی۔ بس دنیا میں خوشبو اور ہلک بکھیرنے کے بعد فائق کائنات نے اسے گلزار جنت میں سجانے کے لیے اسے اتنی جلدی ہماری آنکھوں سے اوجھل کر لیا ہے۔ چونکہ وہ ایک پھول تھا۔
ملک ظفر محمود (حافظ)

جناب خلیل احمد نوشاہی خوشنویس
'قومی ڈائجسٹ' - لاہور

پھول تو چند روز کھل کر بہا رہاں فزاد کھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پر ہے جو بن کھلے مر جھا گئے

بھائی مراد حسنین نوشاہی صاحبؒ کے اس دُنیا سے رخصت ہو
جانے کا بہت دُکھ ہوا۔ ان سے جب بھی ملاقات ہوتی وہ پہلے خیر کا حال
پوچھتے، بعد میں کسی اور کا۔۔۔ کاش اُن کی جگہ میں اس دُنیا سے
رخصت ہو جاتا۔۔۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے
۔۔۔ اُن کی باتیں، اُن کا پیار ہمیشہ یاد رہے گا۔۔۔ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ
اچھے لوگوں کو اتنی جلدی کیوں بلا لیتا ہے؟۔۔۔ مراد صاحبؒ میں ہر وہ
صفت تھی جو ایک نیک انسان میں ہوتی ہے۔۔۔ ان کی یاد ہمیشہ میرے
دل کو تڑپاتی رہے گی۔۔۔ کاش ایسا نہ ہوتا کہ وہ.....
میری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے
اور پسماندگان کو صبر جمیل!

آسماں تیری لمحہ پر شبہم افشانی کرے

دُعا گو

خلیل نوشاہی



جناب عبدالجبار اثر

متعلم ایم اے او کالج لاہور



مشیتِ ایزدی کے آگے کسی کا کوئی چارہ نہیں چلتا۔ قدرت کا مسلہ
 قادرِ مطلق کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ اس عالم
 بے ثبات میں ہر جاندار ہر ذی حیات ہر وقت موت و حیات
 کے درمیان تقدیر سے معلق دکھائی دیتے ہیں۔ کسی کے وہم و گمان
 میں بھی نہیں کہ کس کی حیات کے سانسوں کی ڈوری کب ٹوٹ
 جائے گی۔ روزِ ازل سے لے کر اب تک یہی قانونِ قدرت جاری رہا
 ہے۔ اب بھی جاری ہے اور جاری رہے گا کہ پہلے لوگ اپنی اپنی
 ڈیوٹیاں سرانجام دے کر عالم بقا کو سدھارتے ہیں۔ ان کی جگہ نئی
 نسل لے لیتی ہے۔ وہ جلتے ہیں تو نئے آجاتے ہیں۔ یہ سلسلہ حیات و
 ممات اسی طرح جاری و ساری ہے۔

یوں اچانک ہر موت پر دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ مگر
 زیادہ غم ان اموات کا ہوتا ہے۔ جو عین عالمِ ثبات میں ہوتی
 ہیں۔ ایسی موت سے والدین کی کمری ٹوٹ جاتی ہیں۔ جو صلے پست
 ہو جاتے ہیں۔ بھائی جانے والے بھائیوں کے غم میں ساری عمر رو رہ
 کر گزار دیتے ہیں۔ بہنیں خون کے آنسو روتی ہیں اور ساری عمر
 رنج و غم کے سانس کھینچتی رہتی ہیں۔

ایک نہ بھولنے والا سانحہ حضرت علامہ نصرت نوشاہی کے ساتھ
 بھی ہوا۔ ان کا جواں سال بیٹا ان کو داغِ مفارقت دے گیا۔ مرحوم
 ایک شریف النفس، عبادت گزار۔ والدین کا فرمانبردار اور عظیم

کاشیدائی تھا۔

جوں ہی میرے ابا جی حضور اثر انصاری نے ہمیں مرحوم کی
پر سوز کی خبر سنائی تو ہماری آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک
پڑے۔ ان کا جوانی کے عالم میں انتقال کر جان نہ بھولنے والا غم ہے
جو لو احقین کو نڈھال کر گیا ہے۔ اللہ پاک مرحوم کے صابر و شاکر
والدین کو مزید صبر عطا کرے کہ وہ اپنی بقیہ حیاتی کو عبادت و
ریاضت میں گزار کر بسر کر دیں۔ مرحوم کے بھائیوں کو صبر جمیل
عطا کرے اور مرحوم کو آغوش رحمت میں لے لے۔ آمین۔

عبدالجبار اثر

جناب منیر احمد منیر صاحب

شرفپور شریف

میاں محمد مراد حسینؒ ایک فرض شناس کم گو، محنتی، منکسر المزاج اور
شرافت کے پکیر تھے۔ اُن کی آنکھوں میں حیا کی چمک تھی۔ بات حلیمی سے کرنا
اُن کی خوبصورت عادت تھی جس کسی سے گفتگو کرتے بھائی جان کہہ کر
پکارتے اور بڑے ادب سے بات کرتے تھے۔ خلوص اُن کی گھٹی میں رچا
ہوا تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتے تھے۔ اُن کی بے
وقت موت والدین اور بھائی بہنوں کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے
اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریقِ رحمت کرے اور اُس کے والدین اور بھائی
بہنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

منیر احمد منیر شرفپوری

محلہ قصاباں

جناب محمد انور شہر شریقی
گورنمنٹ پائیلیٹ سیکنڈری سکول شہر قنبر لہٹ



صاحبزادہ میاں محمد مراد حسین صاحب (مرحوم) کا تعلق میرے ساتھ شاگرد و استاد کا تھا۔ میاں صاحب نے ایک ہونہار، لائق اور فرمانبردار شاگرد ہونے کا ہر وقت پورا پورا ثبوت دیا۔ سکول سے فراغت پانے کے بعد اگرچہ انہوں نے کالج کی زندگی اپنائی، مگر مجھے وہ جب بھی ملے سراپا نیاز بن گئے۔

علامہ نصرت نوشاہی صاحب سے دلی تعلق کی بنا پر چونکہ میرا اکثر ان کے ہاں آنا جانا رہتا تھا۔ اس لیے اگر بیٹھک میں میاں مراد حسین موجود ہوتے تو کھڑے ہو جاتے، آنکھوں کو مجھ کا لیتے اور سرنگوں کر کے میرے آنے کا سبب دریافت کرتے اور فوری طور پر مجھے میاں صاحب (نصرت نوشاہی) سے ملاقات کروانے کا انتظام فرماتے۔

ان کی چال اور گفتار کا انداز بالکل اعلیٰ حضرت میاں نیک محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ آمین



محمد انور شہر

جناب ملک فقیر حسین

کنوینر سٹوڈنٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن شرقی پورہ شریف

میاں مراد ایسا دوست جس کی مسکراہٹ کبھی بھی فراموش نہ کی جاسکتی تھی۔ بہت کم بولنے والے۔ ان کی جدائی ایسے معلوم ہوتی ہے کہ کوئی ہم سے چھین کر لے گیا۔ لیکن آخر اس طاقت کے سامنے صبر کے سوا کچھ نہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اسے جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے گا۔

ملک فقیر حسین



جناب قاری مرغوب احمد قادری

خطیب جامع مسجد بلال - مدینہ پارک شرقی پورہ شریف

زندگی کا سفر بڑا وسیع اور بڑا کٹھن ہوتا ہے۔ جو بھی اس سفر کا آغاز کرتا ہے اس کی رفیقان سفر سے شناسائی ہو جاتی ہے۔ اور ان میں سے کچھ تو کف دست پر جمی ہوئی مٹی کی طرح ہاتھ سے ہی نہیں بلکہ دل سے بھی اتر جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب ان سے ملاقات ہوتی ہے تو ان کی رس بھری باتیں سن کر نہ صرف آدمی کیف و سرور کی وادیوں میں کھو جاتا ہے بلکہ یہ تمنا اور آرزو بھی رکھتا ہے کہ اب یہ شخص میری زندگی سے کبھی جدا نہ ہو۔ اور میں اس کی میٹھی میٹھی اور لذت بھری باتیں سنوں جو شبو کی طرح دل و دماغ کے گہرے گوشوں میں اتر جاتی ہیں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سنتا رہوں۔ لیکن جب وہ آدمی داغ مفارقت دے جاتا

ہے اور خواب کی طرح اس کی زندگی سے نکل جاتا ہے تو پھر اس کی زندگی میں جو انقلابات آتے ہیں اور جن طوفانوں سے اس کا سامنا ہوتا ہے یہ وہی جان سکتا ہے۔ اسی طرح میری زندگی میں بھی ایک شخص آیا جس کا نام صاحبزادہ میاں محمد مراد حسنین نوشاہی تھا یہ ایسا خوش شکل اور خوش گفتار تھا جس کے ہونٹوں پر ہر وقت تبسم اور آنکھوں میں حیا رہتی تھی۔ یہ ایسا صالح نوجوان تھا کہ نہ صرف سب سے محبت کرتا بلکہ ہر کوئی اس سے محبت کرنے پر مجبور تھا کیونکہ اس کی ہر ادا میں اتنی کشش تھی اور اتنا سلیقہ کہ لوگوں کے دل موہ لیتے۔ یہ نوجوان آخر دم تک پابندِ صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار رہا۔ الغرض وہ نیک نوجوان اچھی عادات و اطوار کا حامل تھا۔ ہر کوئی اس کی رفاقت چاہتا۔ لیکن قدرت کے فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں۔

جب اس داغ مفارقت دیا تو دیکھنے والوں نے عجب نظارہ دیکھا کہ ہر آنکھ میں آنسوؤں کا سمندر موجزن ہے اور ہر آنکھ خون کے آنسو رو رہی ہے۔ اس طرح یہ نوجوان اپنے پیچھے نہ پر ہونے والا خلا چھوڑ کر چل بسا۔ اب بارگاہ بیکس پناہ میں دامن طلب پھیلانے بعد عنبر و نیاز فریاد کُناں ہوں کہ اے زردوں کو رشک آفتاب بنانے والے۔ اے قطروں کو سمندر کی وسعتیں بخشنے والے، اے گداؤں کو ہفت اقلیم کی سلطانی کا تاج پہنانے والے، اے دلوں کے ظلمت کدوں میں اپنی معرفت کا چراغ روشن کرنے والے، اسکی مغفرت فرما اور اس کی لغزشوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما اور اس کے عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرما اور جس طرح اس نوجوان نے درود و سلام پڑھتے ہوئے اور سنتے ہوئے

اپنی جان جاں آفریں کے سپردگی۔ ہمیں بھی ایسی موت عطا
فرما (آمین)

دعا گو

قاری مرغوب احمد قادری



جناب اقبال احمد فاروقی صاحب

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صاحبزادہ نصرت نوشاہی کے جوان سال نخت جگر کی رحلت
بے پناہ غم و الم لے کر خانوادہ نوشاہیہ شرقپور پر آئی۔ ہم لوگ تیر
قضا کے سامنے اپنی بے بسی اور بے کسی کے سوا دم نہیں مار سکتے۔
جناب نوشاہی کو اس لائق فرزند کی جدائی پر جو صدمہ ہوا ہے ہم
برابر کے شریک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں
کہ وہ اپنے کرم عمیم سے اس خاندان کے ایک ایک فرد کو صبر جمیل
کی قوت سے نوازے جس طرح اس کے حکم قضا سے اس گھر کا
چراغ گل ہوا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے نزانہ خاص سے ان دلوں کو صبر
دے۔ جو اس جوان سال کے لیے دھڑکتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

شکر کا برغم

اقبال احمد فاروقی

محمد سلیم صاحب

شہر قیوہ شریف کے اس نوشاہی سلسلے کے خاندانوں سے فقیر کا پرانا تعلق اور نسبت ہے۔ حکیم الامت حضرت میاں نیک محمد نوشاہی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے والد صاحب قبیلہ حاجی فضل الہی صاحب مونگہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص ذاتی قلبی اور روحانی مراسم تھے۔ اکثر والد صاحب قبیلہ کے ہمراہ مجھے بھی میاں نیک محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔ میاں صاحب کی عادات و خصائل کا عکس اس میں نمایاں پایا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ نوجوان اس خاندان کی "مراد" ہے۔ نصیبوں سے والدین کو ایسے بچے عطا ہوتے ہیں جن سے وہ "مخصوص" امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔ بعض اوقات مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور ہوتا ہے جسے انسان کی عقل سمجھ نہیں سکتی۔ خدا کو اس بچے کے والدین سے لے کر شاید والدین کو صبر کے ثمرات عطا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں مراد حسنین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

شریکِ غم

(حاجی) فضل احمد مونگہ شہر قیوہ شریف

○ جناب محمد رمضان صاحب

محکمہ بجلی، واہڈ مانگٹوالا

میاں محمد مراد حسنین نوشاہی خاندان نوشاہی کے چشم و چراغ تھے۔ بندہ ناچیز آپ کے لیے دعائے مغفرت کے سوا اور کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مراد نیک لوگوں کی اولاد میں اور بندہ ایک گناہ گار امتی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔

محمد رمضان

جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری

۵۵ ریلوے روڈ لاہور

محترم عالی مقام جناب صاحبزادہ صاحب۔ زید مجدہ

سلام و رحمت !

آج محترم قاری سلیم نوشا ہی صاحب نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کہ آپ کے نخت جگر بخورد دار محمد مراد حسنین داغ مفارقت دے گئے ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

جان بیٹے اور سعادت مند بیٹے کی جدائی ماں باپ کے لیے قیامت گبری سے کم نہیں مگر مرضی مولیٰ۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور جملہ لواحقین کو بھی۔ نیز مرحوم و مغفور کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میں تعزیت کے لیے خود حاضر ہوتا۔ مگر میں بوجہ چوٹ ابھی سفر کرنے کے قابل نہیں ہوا۔ لہذا ان سطور کو میری حاضری تصور فرمائیں۔

شریک غم

محمد موسیٰ ○

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

خلیل سلیمی (ایڈووکیٹ)
شرقیہ شریف ○

جہاں تک میاں مراد حسنین مرحوم کی شخصیت کا تعلق ہے وہ ایک نہایت منسار۔ سادہ، جوش خلق، باکردار نوجوان تھا، میرا تقریباً ۲ سال کلاس فیلورہا۔ اس کی شخصیت نے مجھے بہت متاثر کیا جس کی وجہ سے میں اسکا دوست بن گیا تقریباً تمام کلاس کا وہ دوست تھا۔ کلاس میں میں دیکھتا تھا کہ وہ اکثر اپنے دوستوں کی تعلیم کے ذریعے مدد کرتا تھا یعنی کلاس کے لڑکوں کو سبق یاد کرنے میں بہت مدد دیتا تھا۔

میاں مراد حسنین مرحوم کی اچانک وفات ہمیں زندگی بھر نہیں چھوڑے گی۔ جب اس کی وفات کی خبر سنی تو بہت گہرا دکھ ہوا اور یوں معلوم ہوا جیسے بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہو!

آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مرحوم کے عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے!

آمین ثم آمین
میاں ظفر اقبال

بمقام بیسن ڈاکخانہ منڈی فیض آباد تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ

مراد ہمارا بھائی، ہمارا دوست ہم سے جدا ہو گیا۔ بہت دکھ اور بہت غم کی بات ہے لیکن قدرت کے کام میں کسی انسان کا دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو صبر و جمیل عطا فرمائے اور ہمارے بھائی مراد نوشاہی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا گو

افضل نوشاہی
ساندہ لاہور

محمد یوسف نظامی خطاط شریقی

روزنامہ "امروز" لاہور



بعض چہرے ایسے ہوتے ہیں کہ دیکھتے ہی متاثر کر جاتے ہیں۔ ایسا ہی چہرہ برخوردار مراد حسین کا تھا۔ میرا برخوردار کے ساتھ کچھ زیادہ تعلق تو نہ تھا لیکن ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں صبح سویرے حمام گیا۔ وہاں کچھ لڑکے مذاق کر رہے تھے، ایک چہرہ ان لڑکوں میں ایک طرف چُپا دھے متبسمی تھا۔ میں نے حمام والے سے استفسار کیا تو اُس نے بتایا کہ یہ (برخوردار مراد حسین) صاحبزادہ نصرت نوشہری صاحب کے بیٹے ہیں۔ میں نے کہا کہ دیکھو بزرگوں کی اولاد میں اللہ تعالیٰ پہلے سے بزرگی کے وصف پیدا کر دیتا ہے اگرچہ جواں عمر ہے مگر عادات اور خصائل تمام بزرگی والے ہیں جو کہ عام لڑکوں میں نہیں ہوتے۔

میں مرحوم سے متعارف ہوا۔ اس کے بعد ایک دو دفعہ دیکھنے کی حد تک ملاقات رہی۔ مگر وہی خاموش طبع پُر وقار چہرہ۔ بزرگی کے آثار ہو جاتے تھے پھر اچانک وفات کی خبر سنی تو سکتے میں رہ گیا۔

اور پھر جنازے کا منظر دیکھ کر یوں محسوس ہوا کہ واقعی جواں ہو کر بھی بزرگی والا تھا۔ بس ایسے نیک چہرے جلد اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ خدا مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے آمین!



یوسف نظامی

جناب عارف علی نوشاہی
موضع مانگ - ضلع لاہور



محمد مراد حسنین رحمۃ اللہ علیہ کے میرے ساتھ کافی دن گزرے ہیں۔ میں ان کے شب و روز سے واقف تھا۔ انہوں نے پانچ وقت کی نماز چھوڑنا تو درکنار بلکہ تہجد کی نماز بھی قضا نہیں کی۔ ان سے بیماری کی حالت میں بھی حال پوچھا تو زبان سے یہی لفظ ادا ہوئے کہ "اللہ کا شکر ہے" ہر وقت اللہ کو یاد رکھتے تھے۔ ان کے بائیس سالہ زندگی میں کسی سے لڑتے جھگڑتے یا کسی کا دل دکھاتے نہیں دیکھا۔

ان کے اخلاق، مزاج، عادات، عبادت اور دیگر اوصاف جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے تھے، کسی عام آدمی میں نہیں بلکہ ایک کامل ولی میں ہوتے ہیں۔ مرحوم یقیناً ولیوں کی اولاد اور خود اللہ کے ولی تھے۔

مجھے دنیا میں پوری زندگی میں ایسی ہستی نہیں ملے گی، جو مخلص بھائی، اعلیٰ استاد اور بہترین دوست ہو۔ وہ اپنی یادوں کا سرمایہ جو ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں، تنہائی میں ان کی یاد کو دہراتا ہوں تو بے ساختہ منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں:

تجھے اپنے دل سے کیسے بھلا دوں۔ تیری یاد ہی تو میری زندگی ہے۔
گناہ گار کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔
آمین۔

دعا گو عارف نوشاہی - مانگ ضلع لاہور

○
جناب محمد طارق (ایک طالب علم دوست)

مراد حسنین نوشاہی (مرحوم) میرے ساتھ دس سال تک پڑھتے رہے ہیں۔ میں ان کے شب و روز سے اچھی طرح واقف تھا۔ ان کے اخلاق۔ مزاج اور جو بھی اوصاف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے۔ وہ عام آدمی جیسے نہیں تھے۔ بلکہ کامل ولی کی مانند تھے۔

وہ میرے اعلیٰ استاد۔ بہترین دوست۔ مخلص بھائی تھے میں نے زندگی میں انہیں غصے میں آتے نہیں دیکھا۔ جب بھی انہیں کسی بات پر غصہ آتا ہے۔ مسکرا کر ٹال دیتے۔ آج وہ ہم سے جدا ہیں۔ ایسی شخصیت آنکھیں زندگی بھر نہیں دیکھ سکتیں لیکن دل ان کی یادوں کو کبھی نہیں بھلا سکتا۔ گناہ گار کی دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

دعا گو۔ محمد طارق شرقیہ پور شریف

○

جناب جمیل احمد ملک شرمپوری

عزیز مراد حسنین سے گویا زیادہ ملاقات کا شرف نہ ہوا۔ لیکن جب بھی ملاقات ہوئی، انہیں انتہائی با اخلاق، خوش مزاج پایا۔ یقین نہیں آتا کہ اس جوان عمری میں وہ داغ مفارقت دے گئے۔ باری تعالیٰ جو رحمت میں جگہ دے، اور نصرت نوشاہی صاحب کو صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین! دعا گو:- جمیل احمد ملک۔ آڈیٹر واپڈا



جناب محمد ندیم طارق

ایک طالب علم شرقپور شریف

میری اس سے شرقپور شریف میں اکثر ملاقات رہتی تھی۔
 انتہائی خوش اخلاقی سے پیش آنے والا نوجوان تھا۔ ایک دفعہ میری
 ملاقات کالج میں بھی ہوئی۔ وہاں بھی وہ مجھ کو ایسے ملا جیسے کوئی
 بھائیوں سے ملتا ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کو
 جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور میں نوشاہی
 خاندان سے دلی تعزیت کرتا ہوں۔ خدا ان کو صبر عطا فرمائے آمین
 از محمد ندیم طارق



جناب نثار احمد شیخ
 شرقپور

میاں محمد مراد نوشاہی صاحب ایک نیک سیرت اور باصلاحیت
 نوجوان تھے جو اپنی ہر دل عزیز شخصیت کی بدولت ہر ایک کے دل میں کہیں
 خاص مقام رکھتے تھے۔ ان کی وفات پر ہر ایک آنکھ اشکبار ہے۔ ہم سب
 ایک لچھے اور باصلاحیت نوجوان سے محروم ہو گئے ہیں۔
 میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے
 اور اپنی خاص رحمتیں اس پر نازل کرے۔ آمین ثم آمین۔

نثار احمد شیخ



جناب منیر احمد صاحب بھٹی
چشتی صابری - بدو



حدیث مبارکہ ہے کہ جب تم میرے غلاموں سے جو کہ خداوند کریم کے دوست
ہوں گے، ملو گے تو تمہیں خدا تعالیٰ یاد آئیں گے۔ ایسا ہی معاملہ جناب
محترم محمد مراد حسنین صاحب کے بارے میں تھا۔ جناب صاحبزادہ صاحب
اولیائے کرام کی اولاد تھے اور ان میں اولیائے کرام کی صفات بدرجہ اتم
موجود تھیں۔ ہر ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔

ایسا ہی کرم مجھ ناچیز سے فرماتے تھے۔ جب بھی بندہ نیاز
حاصل کرنے اس در اقدس پر حاضر ہوا، جناب محمد مراد حسنین صاحب
اس میں پیش پیش ہوتے تھے اور بہت زیادہ لطف عنایت فرماتے
تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اپنے وعدہ کے مطابق حیات جاوداں
عطا فرمائے اور قبلہ حضرت اعلیٰ میاں نور محمد صاحب نصرت نوشاہی دام
اقبالہ و برکاتہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار

○ منیر احمد بھٹی

محمد مراد حسنین کا کردار، اخلاق، مزاج اور دیگر اوصاف عام آدمی
جیسے نہیں تھے۔ ان کے اوصاف کو دیکھ کر ایک ولی اللہ کہنا بجا ہے۔
ان کی جذباتی کا صدمہ زندگی بھر رہے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان
کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

دُعاگو

حافظ بشیر احمد نوشاہی شرقپور شریف

جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب مجوکہ (شیخوپورہ)

برادر گرامی جناب نصرت نوشاہی صاحب کو اللہ پاک نے جس طور
 آزمائش میں مبتلا کیا ہے اور ایک پاکباز معصوم فرزند ارجمند کی جدائی
 کا قلق برداشت کروانا مناسب خیال کیا ہے۔ دلی دعا کرتا ہوں کہ وہی
 ذات اقدس اپنے سترحمیل اور جبار عظیم میں ان کو اور ان کے جسد
 خاندان کو صبر و استقامت کے مدارج العلیٰ سے نوازے اور عکبر گوشہ
 کی جدائی کے صدمے کو ابرار سلف کی مانند برداشت کرنے کی توفیق مرحمت
 فرماوے اور توشہ آخرت بنائے۔ ان سب پس ماندگان کو اپنے انوار
 رحمت سے حبیب پاک رحمۃ اللعالمین کے صدقے نوازتا رہے۔ آمین۔
 ثم آمین۔

دعاگو

محمد عظیم مجوکہ شیخوپورہ

○

جناب محمد اقبال چوہان شرمپوری

سیشن کورٹ لاہور (بی اے ایل ایل بی)

بھائی محمد مراد حسنین صاحب، مجلس شرافت، شرم دھیا کے پیکر، ہنستا کراتا
 بچہ، جس کی شخصیت کو ہم زندگی بھر بھولنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آپ

ایب دی اللہ اور مرد قلندر کی تمام صفات پر پورا اترتے تھے۔

شریکِ غم

محمد اقبال چوہان

جناب ملک اشفاق احمد
سیکرٹری ڈسٹرکٹ سپورٹس ایسوسی ایشن
لاہور

نوشاہی خاندان کا چشم و چراغ مُراد حسنینؒ راست باز پیکرِ احساق
نوجوانوں کا شاہینِ غیرت و حمیت کا مجتہدِ اسلام کا شیدائی جس سے آج
تک کسی کو رنج و دکھ نہ پہنچا ہو۔ جب بھی اپنے حلقہٴ احباب میں محو
گفتگو ہوتا زبان سے موتی بکھیرتا اور اندازِ گفتار میں تکبر کی بو نہ آتی۔ عاجزی
وانکساری اور خوفِ خدا سے وہ دوسروں کے دلوں کو جیت لیتا تھا۔
گویا وہ بادِ صبا کے جھونکے کی طرح پھولوں اور کلیوں کو معطر کر کے چلا
گیا، وہ چاند تھا جو غروب ہو گیا، وہ ہمارا بھائی تھا جو داغِ مفارقت دے گیا۔
رَبِّ کائنات مُراد کو اس کی مُرادِ ریاضِ الجنتہ میں عطا فرمائے۔
ملک اشفاق احمد



محمد مُراد نوشاہی خاندان کا چشم و چراغ اور ہمارا عزیز بھائی ہم سے
جدا ہو گیا۔ یہ مشیتِ ایزدی تھی۔ موت و حیات کا سلسلہ صرف خدا کے
ہاتھ میں ہے۔ اس سلسلے میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ
سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے مُراد کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور
ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

حمید نوشاہی
ساندہ - لاہور





جناب قاری احمد حسن صاحب
خطیب جامع مسجد حضرت میاں صاحب
شرقیہ شریف

ابھی جامِ عمر بھرا نہ تھتا
کفِ دستِ سائی چھلک پڑا
اک کلی جو بن کھلے مڑھا گئی۔ آہ! وہ کامل درویش
— وہ پیارے مُراد حسنین، جن کو نہایت قریب سے دیکھا جس
کے اندر بچپن ہی سے فقر کا انقلاب جو بچپن ہی سے شب زندہ دار پنجگانہ
نماز تو درکنار تہجد کی پابندی کرنے والا ایک نوجوان تھا۔ یقین ہو ا کہ
شرقیہ شریف میں نوشاہی فقر گھرانہ میں پوری تاب کے ساتھ کامل صلاحیتوں
سے جملے گا۔

آہ جس کے مشفق و مہربان والد گرامی اس کے واصل بحق ہونے
پر صبرِ عظیم کا پہاڑ جس کے مونس و غمخوار برادرِ حقیقی صبرِ عظیم کے عظیم
سپوت پائے۔

دل کی گہرائیوں سے اللہ رب العزت کے حضور بتوسلِ رحمت
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دعا گو ہوں کہ اس فقر نوشاہی گھرانے کو صبرِ
عظیم عطا فرمائے اور پیارے مُراد حسنین کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین۔

قاری احمد حسن



جناب ملک منور علی صاحب
ممبر ڈسٹرکٹ کونسل شیخوپورہ
شہر قیوڑ شریف

نوٹ شاہی صاحب کے فرزند مرحوم کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا اور
آج اس کو نہ دیکھ کر از حد صدمہ ہوا۔ نوٹ شاہی صاحب کا فرزند نہایت قابل تھا۔
اور زندہ قوم کو ایسے نوجوانوں پر بڑی اُمیدیں ہوتی ہیں جو کہ پوری نہ
ہو سکی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کے فرزند کو جو ارہ رحمت
میں جگہ دے۔

منور علی ملک



جناب ظفر حسین صاحب
پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور

منفرد شخصیت کا مالک مراد اس قدر مخلص اور بااخلاق بچہ تھا کہ اپنے تو
اپنے غیر بھی اُس سے مطمئن نظر آتے تھے۔ اگر قانونِ قدرت یہ ہوتا کہ ہم اپنی
جان دے کر اپنے پیاروں کو بچا سکتے تو مراد پر ہزاروں جوانیاں نثار ہو
جاتیں۔ اس کی موت سے ایسا لگتا ہے جیسے ایک اُمید مر گئی ہو۔ وہ یقیناً
جنت ہی میں ہوگا۔

ظفر حسین



جناب شیخ محمد امجد صاحب عطار

شرقتپور شریف

صاحبزادہ میاں محمد مراد حسنین صاحب میرا چھوٹا بھائی تھا۔ اُس کے
 پیار نے مجھے اپنا دیوانہ بنا رکھا تھا ہر وقت محبت سے پیش آتے۔ اُس
 کا اپنے دوستوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا۔ دوسروں سے اس طرح
 ہم کلام ہوتے جس طرح بزرگوں کے ساتھ ہم کلام ہوا جاتا ہے۔ بزرگوں
 کی اولاد ہونے کی وجہ سے نیک دامن۔ نیک سیرت۔ خوش اخلاق اور
 خوش مزاج تھے۔ بڑوں کی عزت کرنا۔ چھوٹوں سے پیار کرنا اُس کا خاصہ
 تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بڑا ہو کر میاں نیک محمد صاحب کے نقش قدم پر پورا
 اترے گا۔ خداوند کریم کو اُن کا زیادہ دیر تک ہمارے پاس رہنا منظور
 نہ تھا اور وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اُن کی وفات سے بہت صدمہ
 ہوا۔

میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام
 عطا کریں۔ مرحوم کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

غم خوردہ

شیخ امجد علی عطار شرقتپوری

جناب محمد عارف صاحب
خوشنویس شرفپور شریف

”گول مٹول ہنتا مسکراتا چہرہ، روشن پیشانی، جیادار نیسچی
نگاہیں، سر سے لے کر پاؤں تک پیکر شرافت، قول میں، اخلاص و
اخلاق کی مٹھاس، عمل میں اپنے دادا جان حضرت میاں نیک محمد صاحب
کا صحیح نمونہ۔“

یہ نوجوان کون تھا؟ صاحبزادہ میاں محمد مراد حسین نوشاہی۔ جب وہ
پیدا ہوئے میں اُن دنوں اپنے اُستاد نصرت نوشاہی صاحب سے
فنِ خطاطی سیکھتا تھا۔ مراد حسین صاحب میرے سامنے ہی پلے بڑھے
اور جوانی کی حدود میں قدم رکھا۔ ابھی اُن کی داڑھی اور مونچھوں کے
بال اُگ ہی رہے تھے کہ دستِ قضائے انہیں ہم سے چھین لیا۔ وہ
زندہ رہتے تو کیا بنتے، یہ اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔ ہم صرف اتنا
کہہ سکتے ہیں کہ وہ زندہ رہتے تو اپنے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی طرح ولی کامل ہوتے۔“

دُعا ہے کہ رب العزت مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا
فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دُعا گو

محمد عارف نوشاہی
خوشنویس

جناب ڈاکٹر عصمت اللہ زاهد - شعبہ پنجابی اور نئیل کالج لاہور

برادرِ طریقت صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب سے ملنے کے لیے جب بھی شرقپور جانے کا اتفاق ہوا، ہر بار ان کے فرزند ارجمند صاحبزاد محمد مراد حسنین مرحوم کے ہاتھوں میزبانی کا روحانی سائلفٹ اٹھانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ نوجوان سراپائے محبت و نیاز کے علاوہ کسی دوسرے روپ کا مالک نہیں تھا۔ مہمان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھنے والے اس نوجوان کے دل کا سرور اس کی زیر لب مسکراہٹ سے جھلک جھلک جاتا تھا۔ اس سے مل کر مجھے ہمیشہ یوں محسوس ہوا جیسے میں اپنے اندر کے اُس انسان سے ملا ہوں، جس کی تلاش مجھے رہ محبت میں سرگرداں رکھتی ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ چکا ہے کیونکہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء کے بعد بھی میں کئی بار شرقپور جا چکا ہوں اور مجھے ہر بار یہی محسوس ہوا کہ مراد کہیں میرے آس پاس ہی گھوم رہا ہے، لیکن کاش اب اس جیتی جاگتی دنیا میں اسے ایک بار اور دیکھ سکوں۔

عصمت اللہ زاهد

دکھی بھرا دے چگر دا پارا مراد حسنین ہائے ہائے

اُداس نظراں دا اک سہارا مراد حسنین ہائے ہائے

سفر دا سامان دل دا چانن تے نور مجبور اکھیاں دا

اوہ رُوح دی ہر تھکن دا چارا مراد حسنین ہائے ہائے

نیاز آگیں

حضرت مولانا محمد رفیق ہاشمی - مانگا منڈی

پھول بننے کی خوشی میں سُکرائی تھی کلی
 کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے
 عزیزم مراد حسنین نوشاہی لختِ جگر صاحبزادہ حضرت میاں نور محمد
 نصرت نوشاہی کی اچانک جوان مرگی نہ صرف اُن کے والدین اور عزیزو
 اقارب کے لیے انتہائی دکھ کا باعث بنی، بلکہ معتقدین و متوسلین کے
 لیے بھی جانگسں صدمہ ہے۔ مراد حسنین عمدہ اخلاق و صفات کے حامل تھے۔
 جتنی مختصر عمر انہوں نے گزاری ہے وہ ایک بچے، ایک لڑکے کے ایک طالب علم
 کے لیے ایک مثالی حیات کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی
 جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین
 پھول وہ توڑا چمن سے دستِ قضا نے
 جو سارے چمن کا حسن بے مثال تھا

خواجہ دل محمد ایم اے ایم ایڈ
 ہیڈ ماسٹر شرق پور شریف

○ جناب عبدالرؤف شاداب

سرپرست سلوڈنٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن شرقپور شریف
 ایک بے عرصے سے میاں مراد حسنین سے میرے تعلقات تھے۔
 وہ ایک انسان عظیم کے درجہ پر تھے۔ اخلاق کا مجسمہ اور سچے مسلمان
 تھے۔ ایسے نوجوان بڑے ہو کر قوم ملک کے لیے باعثِ فخر
 ہوتے ہیں۔ ان کی وفات سے نہ صرف شرقپور کے لوگوں کو دکھ ہوا
 بلکہ سلسلہ نوشاہیہ میں بھی خلا پیدا ہو گیا ہے۔

عبدالرؤف شاداب

بھائی محمد مراد حسنین مرحوم کو میں نے کبھی غصے کی حالت میں نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی سے کبھی جھگڑتے دیکھا۔ مرحوم ہمیشہ مسکراتا رہتا تھا۔ وہ ہنس مزاج تھا۔ پھولوں کو بہت پسند کرتا تھا۔ اس کی موت کا غم مجھے زندگی بھر نہیں بھولے گا۔ اس کے وفات پا جانے سے ہمارے درمیان ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو کبھی پر نہیں ہو سکتا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم اسے جنت الفردوس نصیب کرے (آمین) دعا گو: آصف علی



ریاض حسین گجر شرقپور شریف

میاں محمد مراد حسنین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیک ایماندار اور باکردار انسان تھے۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ان کا چہرہ ہر وقت ایک کھلے ہوئے پھول کی مانند رہتا تھا۔ لیکن قدرت نے انہیں پوری طرح کھلنے نہ دیا اور وہ ہم سے جدا ہو گیا۔ مجھے ان کی وفات پر دلی دکھ ہوا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔
آمین ثم آمین۔
شریک غم

ریاض حسین گجر

جناب ذوالفقار علی شاد

جہاں تک میرا اور مراد حسنین مرحوم کا تعلق ہے۔ ہم بہت کم ایک دوسرے سے ملتے کیونکہ کالج میں ہماری ملاقات بہت کم ہوتی تھی۔ لیکن جب بھی ملتا اس کے چہرے پر میں نے ہمیشہ ایک خوشی کی جھلک دیکھی اور کبھی بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ اس سے کسی کو شکایت کا موقع ملا ہو۔

ابھی حال ہی میں مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میں اب بیماری سے صحت یاب ہو گیا ہوں اور تمہارے ساتھ امتحان دے رہا ہوں لیکن چند دنوں بعد اس کے ایک قریبی دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ کافی دن بیمار رہا ہے اور پھر چانک ایک دن خالق حقیقی سے جا ملا۔ مجھے تو اس نے اپنی بیماری کے متعلق بھی نہ بتایا۔ لیکن اس کی حالت دیکھ کر مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کافی عرصہ سے بیمار ہے۔

جب اس کی وفات کے متعلق سنا تو یقین نہیں آتا تھا میری دعا ہے کہ خدا سے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

ذوالفقار علی شاد

بمقام ڈھلے ڈاکخانہ خاص تحصیل فروزوالہ
ضلع شیخوپورہ

جناب حکیم محمد رفیق ناز
نوشاہی - شہر پتوری

مراد حسنین :- گلشن نوشاہیہ کا ایک اُن کھلا پھول تھا۔ جسے دیکھنے سے
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ پھول ابھی کھلے گا اور اپنی معطر تر و تازہ
خوشبو سے محفل نوشاہیہ کو اپنے فیوض و برکات سے نوازے گا۔
مراد :- کاچہرہ اب بھی جب تخیل میں آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ یہ ابھی مسکرائے گا۔

مگر افسوس صد افسوس گلشن نوشاہیہ کا یہ معصوم پھول ہمیشہ
مورخہ ۲۰/۸۹ بوقت ۱۲-۱۵ بجے بہ رضائے الہی ہمیں نہ مٹنے والا
داغ مفارقت دے کر چلا گیا۔

جناب محمد عالم گل آڈیٹر
واپڈا آڈٹ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

میں اکثر شہر قیور شریف میں آتا رہتا ہوں۔ ہر دفعہ بھائی
محمد مراد حسنین سے ملاقات ہوتی تھی۔ میں نے انہیں جب بھی
دیکھا چہرے پر ہمیشہ ہلکی سی مسکراہٹ رہتی۔ آپ بڑے صبر و تحمل
کے پیکر تھے۔ آپ خوش اخلاق اور ملنسار تھے۔ آپ کو میں نے
قرآن پاک تلاوت کرتے بھی سنا۔ آپ تلفظ کی ادائیگی بڑی احتیاط
سے کرتے اس میں غلطی نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت
میں جگہ عطا فرمائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے
آمین

محمد عالم گل آڈیٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
 تحریر و محترم جناب مولانا محمد شریف صاحب مدحت نوری

حضرت قبلہ نصرت نوشاہی صاحب شرفی کے فرزند ارجمند قابل صد تحسین
 درویش منٹش جناب محمد مراد حسنین صاحب رحمۃ اللہ علیہ والدین کی تربیت
 کے مظہر منکسر المزاج شگفتہ طبع پروانہ علم و یگانہ روزگار تھے

گوہر تابدار جو والدین کی نظر کا نور برادرانِ عظیم کا مستحکم بازو اجل کے بے رحم ہاتھوں
 نے ہم سے چھین لیا آنکھیں اُن کی دید کو ترسیں گی مگر اُن کی دید ناممکن صد افسوس!

والدین، برادران و اقربا کے دل کے زخم عرصہ تک مندمل نہیں ہو سکیں گے
 ہمارے لئے ان زخموں کو مندمل کرنے کے لئے اور دل کو تسکین پہنچانے کے لئے

صرف ایک ہی بہانہ ہے۔ وہ صرف رضائے حق کی رضا پر راضی ہونا جس کے
 بغیر قوم مسلم کے لئے کوئی چارہ نہیں۔ انجمن فدا یان صحابۃ الرسولؐ ریان پورہ

کالاشاہ کا کووارا کین سنی فورس ریان پورہ مرحوم کے والدین، برادران،
 احباب کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو

جنت الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائے (آمین) اور والدین کو صبرِ عظیم
 عطا فرمائے، (آمین بجاہ سید المرسلین) شریکِ غم صد و وار کین انجمن فدا یان
 صحابۃ الرسولؐ ریان پورہ۔ کالاشاہ کا کو۔

مدحت نوری

جناب علامہ غازی مونگیری صاحب - ریڈیو پاکستان - لاہور

آہ! محفل نوشا بیہ کا ایک روشن چراغ گل ہو گیا۔!

محمد مراد حسنین مرحوم و مغفور ان بزرگوں میں سے تھے۔ جن کو اہل نظر ہی پہچان سکتے تھے۔ عام طور پر لوگ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو زیادہ دیر اپنے سے دور نہیں رہنے دیتا۔ محمد مراد حسنین کی رحلت سے میں بھی اب اس

بات کا قائل ہو گیا ہوں۔

وہ معصوم چہرہ اب عالم فانی میں موجود نہیں رہا۔ لیکن اس کا عکس عقیدتمندوں کے سینوں میں عمر بھر موجود رہے گا اور مرحوم کی یاد ہمیشہ سینے سے لگی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز کے ساتھ دست بہ دعا ہوں کہ اے اللہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما اور اپنے دیدار سے نواز دے۔ آمین

شریکِ غم: غازی مونگیری

○

حضرت صاحبزادہ میاں مراد حسنین نوشا ہی رحمۃ اللہ علیہ کو بندہ اس وقت سے جانتا ہے، جب میاں صاحب ابھی سکول بھی نہیں جاتے تھے۔ یہ بات ۱۹۷۳ء کی ہے غالباً۔ بچپن سے اب تک میاں مراد حسنینؒ کا سب سے بڑا وٹیل جول انتہائی قابلِ قدر رہا۔ میاں صاحب کم گو اپنے کام میں لگن رہنے والے۔ آج ہم کو چھوڑ کر دُنیا کے تمام جھنجھٹوں سے اپنے آپ کو بچا کر خود جنت الفردوس میں آرام کر رہے ہیں۔

میاں صاحبؒ نے جاتی دفعہ بڑی بے زنجی کا مظاہرہ کیا۔

پیرزادہ ارشد اویسی پنجاب اسمبلی لاہور

جناب محمد بوٹا نوشاہی
(کوٹ راولپنڈی)

میں ایک گناہگار کیا لکھوں۔ جو ساری بیماری میں بھائی محمد مراد حسنین کے ساتھ رات کے وقت رہا۔ انہوں نے ساری بیماری میں اپنے آپ کو بیمار محسوس نہیں ہونے دیا۔ حالانکہ جو ان کی حالت تھی۔ وہ مجھے اور تمام دوستوں کو معلوم تھی۔ پانچ وقت خدا کے حضور سجدہ شکر بجالاتے تھے اور کبھی اپنی تکلیف کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ جب بھی ڈاکٹر یا نرس کوئی بات کرتے تو مسکرا کر جواب سے نواز دیتے تھے اور اللہ سے بہتری کی دعا کیا کرتے تھے۔ میرے پاس لکھنے کے لیے ان کے لیے الفاظ تو نہیں تھے پھر بھی میں ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں لکھ رہا ہوں۔ خداوند کریم ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائے اور والدین اور بھائیوں کو صبر جمیل عطا کرے۔

محمد بوٹا نوشاہی

جناب طاہر لاہوری
ریڈیو پاکستان، لاہور

عزیز جاں! عزیزم مراد حسنین کی وفاتِ حسرت آیت، ایک دلی صدمے کا باعث ہوئی ایسے ہونہار، باادب، اور سعادت مند بچے روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت مند عزیز کو جو ارحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نصرت نوشاہی صاحب کے غم میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔

شریکِ غم

طاہر لاہوری

جناب محمد طارق حنیف صاحب
شرقیہ پور

محمد مراد حسنین نوشاہی (مرحوم) میرے ساتھ دس سال تک پڑھتے رہے۔
میں ان کے شب و روز سے اچھی طرح واقف تھا۔ ان کے اخلاق۔ مزاج اور
جو بھی اوصاف اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے۔ وہ عام آدمی جیسے نہیں تھے۔
بلکہ کامل ولی کی مانند تھے۔

وہ میرے اعلیٰ استاد۔ بہترین دوست۔ مخلص بھائی تھے۔ میں نے زندگی
میں انہیں غصے میں آتے نہیں دیکھا۔ جب بھی انہیں کسی بات پر غصہ آتا۔ مسکرا
کر ٹال دیتے۔ آج وہ ہم سے جدا ہیں۔ ایسی شخصیت آنکھیں زندگی بھر نہیں
دیکھ سکتے۔ لیکن دل ان کی یادوں کو کبھی نہیں سھلا سکتا۔ گنہگار کی دعا ہے۔
اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین!

دعا گو :- محمد طارق



میں اکثر شرقیہ پور شریف میں آتا رہتا ہوں۔ میں درویش بھائی محمد مراد حسنین
سے بھی ملاقات کرتا رہا ہوں۔ مختصر بیان محمد مراد حسنین بالکل اپنے دادا
کی سیرت اور صورت تھے۔ نہایت نیک اور پرہیزگار ان کا خاصہ تھی۔

محمد رشید۔ محلہ حضرت آباد۔ لاہور

۲۶/۱/۸۹

حضرت صاحبزادہ میاں مراد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا سنا، بہت دلی رنج ہوا ہے۔ اس بچے کی وفات پر ہم بھی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مراد صاحب ہمارا اچھی کلاس سے ہم جماعت رہا ہے۔ مراد صاحب نہایت شریف اور بااخلاق آدمی تھے۔ میں نے تقریباً پانچ سال گورنمنٹ شرق پور سکول میں تربیت پائی۔ کوئی کسی قسم کا برا سلوک نہ اپنی آنکھوں سے ہوتا ہوا دیکھا ہے اور نہ سنا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کی جتنی تعریف کریں کم ہے۔

میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

محمد حنیف شاہین
آف فتوہ والہ

○

اٹھ گئے کیسے کیسے پیارے لوگ
ہو گئے کیسے کیسے گھر خاموش

خدا کے پیارے بندے
جنہیں دنیا نہیں محبوب
زندگی مانند پھول
مُسکرائے، رعنائی بخش
اور چل دیے

خادم الفقراء

فیض رسول شاہد رہ لاہور

میرے سوہنے مراد حسنین دے غم و غم کج بول۔ اللہ انہاں دی قبر نوں منور
رکھے۔ آمین ثم آمین

دس نہ چلے تقدیر اگے جہے کرے لکھتے بدیراں
پر پیغمبر اتے شہزادے چھڈ گئے دنیا فانی
روندا چھڈ نصرت نوشاہی گیا مراد حسنین
کامل ولی سی رب دعا عاشق آکھے وقت آخری
ٹی لاکھی نصرت دی اچھی باہنہ بھراواں
چھڈ نذیر حقیر فقیر ادب دیاں من رضائیں

آخر ہین مٹی چھپ گئیاں چن جہیاں تصویراں
پنن رانچے محبوں ٹر گئے، ٹر گئیاں سیاں ہیراں
انبٹری ہتھ مریندی رہ گئی پیش نہ گئی کچھ ویراں
لے چلو کیوں دنیا دے نال کھاں سانجھاں سیراں
ماں دے دل تے مینہ و سایا درد بھردیاں تیراں
اک دن توں بھی ٹریں ایتھوں کر کے حال فقیراں

حکیم نذیر احمد

محلہ کوٹ یعقوب منڈی فیض آباد ضلع شیخوپورہ

علامہ نور محمد نصرت نوشاہی صاحب دے صاحبزادے مراد حسنین دی وفات
دے موقع تے محمد رمضان خاکی دے کچھ فراقیہ شعر

نورِ نظر مراد حسنین پیو داتے ماں دے دل دا چین ہسی
جہندا بولنا شہد توں ودھ مٹھا خلق مُصطفیٰ جس نوں دین ہسی
نیک محمد دا پوتر نیک ایسا جس دی دید نوں جگ بے چین ہسی
خاکی نظر والے سارے اکھدے تیں کامل ولی مراد حسنین ہسی
یاری انج خدادے نال ہسی گھڑی آئی جدا ودے وصال دی اے

محمد رمضان خاکی

معراج کالونی - نزکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

مکاتیب تعزیرت

جناب سید پیر معروف حسین شاہ صاحب
صدر ورلڈ اسلامک میشن بریڈ فورڈ

لندن

حضرت علامہ نصرت نوشاہی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج بخیر۔ چہلم کے اشتہار سے صاحبزادہ والا جاہ کی رحلت کے بارے پتہ چلا۔ صاحبزادہ سعادت اطوار کا انتقال خاندان کے بیٹے بالخصوص اور ارادت مندوں کے لیے بالعموم بہت بڑا صدمہ رنج افزا ہے خاندان نوشاہی کی ان سے بہت "توقعات" تھیں جو ان کے وصال سے ختم ہو کر رہ گئیں۔ عالم شباب میں ان کا جدائی دے دینا ایسا غم ہے جو ہمیشہ دلوں کو جلانا رہے گا۔ بغموائے کُلِّ نَفْسٍ ذَاقَةُ الْمَوْتِ یہ عالم ہر ایک نے نوش کرنا ہے اور ایسے صدمات سے دنیا کا کوئی شخص نہ محفوظ رہا ہے اور نہ رہے گا۔ لَفِعَلُ مَا يُرِيدُ کے تحت وہ مختار کل جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کو اسکے کام میں دخل کی مجال نہیں۔ ہمارا پورا خاندان آپ کے غم میں شریک ہے اور ہم سب دست بدعا ہیں کہ مولا کریم صاحبزادہ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے، آپ اور دیگر جملہ لواحقین کو مہز جمیل عطا فرمائے۔

شکر کا برغم

سید معروف حسین شاہ، عارف نوشاہی، سید رضا حسین شاہ

(اولاد شہ جگنیش آستانہ عالیہ ڈوگہ شریف۔ ضلع گجرات

جناب ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد طاہر القادری
سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج القرآن

محترم میاں نور احمد نصرت نوشاہی

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے برخوردار کے انتقال پر ملال کی خبر موصول ہوئی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت عطا فرمائے، انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور
درجات بلند کرے۔ آپ سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور
مرحوم کی وفات سے پیدا ہونے والے غلار کو اپنی خصوصی رحمت سے
پر فرمائے۔ آمین بجاہ یتیم المسکین صلی اللہ علیہ وسلم۔ والسلام
دعا گو

محمد طاہر القادری

جناب محترم خورشید احمد خاں صاحب

مکرمی اسلام علیکم

اخبارات سے یہ افسوسناک خبر ملی کہ آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا ہے
سخت رنج اور افسوس ہوا مجھے اس حادثہ پر تعزیت کیلئے شرف تو پر جانا چاہیے تھا
مگر گزشتہ تین ساڑھے تین سال کی مسلسل علالت نے سفر کے قابل نہیں
ہوڑا۔ دعا کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور متعلقین
صبر کی توفیق دے۔ والسلام۔

شکر کی نعم ! خورشید احمد خاں
سمن آباد لاہور

جناب غلام محمدانی صاحب

امریکہ

گرامی القدر ماموں جان و ممانی صاحبہ حفظہما اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج سجاد حیدر نے گھرفون کیا تو
مُراد حسنین کی وفات کی جانگداز اور عنناک خبر ملی۔ ان کے انتقال پر پللال
کی خبز بجلی بن کر گری۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ سَاجِدُوْنَ۔

ماشاء اللہ نہایت ہی ذہین اور حسین بھائی تھا۔ اُن سے ملاقات
سے اُن کے اندر آپ کی شخصیت کا نمونہ پایا۔ ہمارے بھائی ایک نہایت
ہی خوبصورت و پُر جمال پھول تھے، جنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جنت
فردوس کی زینت بنانے کے لیے چُن لیا ہے اور اپنے پاس بلایا ہے۔
یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حکمت ہے، یہ اس کی قدرت ہے، اس کی قدرت
و حکمت میں سراسر فضل ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی صبر جمیل عطا کرنے والا ہے۔
ہماری دلی دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو، ممانی صاحبہ کو، سلطان بھائی، صہیب
بھائی، میمونہ بہن، حفصہ بہن کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین۔ اور ہمارے
بھائی کو تو اللہ تعالیٰ نے جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔
اُن کی حسین شکل میری آنکھوں کے سامنے گھوم رہی ہے۔ میرے لیے
کتنی ہی خوش قسمتی تھی کہ میں اپنے بھائی سے مل کر آیا ہوں۔ ماشاء اللہ
نہایت ہی عمدہ طبیعت تھی۔

ہماری دوبارہ دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام اہل خانہ

کو، اس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرماوے اور صبر جمیل عطا

آپ کا بھانجا

فرماوے۔ آمین۔

دُعا گو و طالبِ دُعا

لبنی و غلام محمدانی

جناب طاہر لاہوری صاحب ریڈیو پاکستان لاہور

۱۳-۲-۸۹

محترم، حضرت نصرت نوشا ہی صاحب! السلام علیکم
 بڑے دکھ کے ساتھ عزیز مراد حسنین کی وفات کی خبر سنی، بے حد
 رنج ہوا۔ نیک بچے کا چہرہ اپنی تمام تر معصومیت کے ساتھ نگاہوں
 کے سامنے پھر گیا۔ دکھ اتنا ہے کہ زخم کھریدنے سے زخم کے بڑھنے اور
 درد کے سوا ہونے کا قوی امکان ہے۔ میں اور میرے اہل خانہ آپ
 کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مراد حسنین کو جو ارحمت
 میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آپ کا شریکِ غم
 طاہر لاہوری



جناب سید اللہ رکھا شاہ صاحب
 گدی نشین دربار مادھو لعل حسین لاہور

جناب گرامی قدرمیاں نور محمد نصرت صاحب

السلام علیکم: جناب کے صاحبزادے کی بابت سنکر مجھے دلی صدمہ
 ہوا ہے۔ خدا مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ کو صبر کرنے کی
 توفیق دے۔
 دُعا گو

سید اللہ رکھا شاہ صاحب۔ امن پارک گلی نمبر ۱۳۶ مکان نمبر ۳۲
 باغبان پورہ لاہور

جناب علامہ مقبول انور داؤدی

فیروز سنز۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم و مکرم جناب حضرت نصرت نوشاہی صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ معلوم کر کے انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا کہ آپ کے صاحبزادے میاں
محمد مراد حسینؒ طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ
راجعون۔ بلاشبہ آپ کے لیے جواں سال پسر کی وفات کا یہ بہت
ساختہ ہے لیکن آپ ایسے برگزیدہ انسان ایسے صدقات پر اللہ کی رضا پر
راضی رہ کر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ آپ کے پاس اللہ کی ایک
امانت تھی جو اس نے واپس لے لی۔ اس میں کسی کو مجال دم زدن نہیں۔
اللہ کریم آپ کو صبر جمیل دے اور مرحوم صاحبزادے کو جنت الفردوس تمام
بلند عطا فرمائے۔ آمین تم آمین۔

شکر یک غم

مقبول انور داؤدی

Q



جناب حافظ محمد علی صاحب
شیفیلڈ - انگلینڈ

جناب محترم المقام صاحبزادہ نصرت نوشا ہی صاحب
زادک اللہ شرفاً و فضلاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہی جناب حافظ محمد یونس صاحب کا خط موصول ہوا
یہ پڑھ کر انتہائی صدمہ ہوا کہ عزیزم صاحبزادہ میاں محمد مراد حسین صاحب
رضائے الہی سے انتقال فرما گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

عزیزم مرحوم انتہائی بااخلاق، ہونہار، تابعدار تھے۔ یہ صدمہ ہی نہیں۔ ایک
زبردست سانحہ گزرا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مرحوم و معذور بی اے
کے طالب علم تھے۔ عزیزم عالم شباب میں تھے۔ موت تو سب پر آتی ہے،
لیکن اس عمر میں موت کا آنا جملہ پس ماندگان کے لئے رُوحِ فزا اور صبر آزما
ہوتا ہے۔ خدائے لم یزل تمام پس ماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی
توفیق عطا فرماتے۔ میری طرف سے ایک کلامِ مجید کی تلاوت کا ثواب مرحوم
کو ایصال فرما دینا۔ کیونکہ ۲۔ مارچ کو چہلم ہے۔ ۱۰ امید ہے کہ یہ عریضہ ۲۔ مارچ
۱۹۸۹ء سے قبل شرفِ باریابی حاصل کرے گا۔ میری طرف سے جملہ صاحبزاد
دگان کو سلام۔ نیازمند:- حافظ محمد علی (انگلینڈ)

بجضور قبلہ و کعبہ بحضور پر نور فیض گنجر

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے حضرت صاحبزادہ صاحب کے وصال کی خبر سنی۔ دل کو از حد صدمہ ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

دیگر مودبانہ عرض ہے کہ وصال کی روح فرسا خبر تو ہمیں مل گئی ہے لیکن چالیسویں کی تاریخ کا کوئی علم نہیں۔ براہ کرم چالیسویں کی تاریخ کی ہمیں ضرور خبر کریں۔ باقی میری طرف سے اور بھائی معراج الدین۔ غلام محمد محمد اسماعیل کی طرف سے بہت افسوس ہے۔

میاں مراد صاحب کے وصال کا تمام دوستوں کو بہت صدمہ ہے لیکن مشیتِ ایزدی میں کسی کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

فقط آپ کی دعاؤں کا طالب

محمد حنیف نوشاہی ملتان



جناب محمود غازی ایڈووکیٹ
اندر ون لاہوری گیٹ قصور

مکرمی علامہ نصرت نوشاہی صاحب

تسلیمات!

طالب خیرت ہوں۔ روزنامہ مساوات بمطابق ۲۵ جنوری ۱۹۸۹ء
میں آپ کے جواں سال بیٹے محمد مراد نوشاہی کے انتقال کی خبر پڑھی دل
ٹول ہوا۔ مگر حکم ایزدی برحق ہے۔ جواں مرگ کا افسوس اس لیے بھی ہوا
کہ آپ کے بیٹے کی عمر کا میرا جواں سال بھائی محمد یعقوب غازی مرحوم
چند ماہ پیشتر انتقال کر گیا تھا وہ صدمہ بہت گراں گزر رہا تھا کہ آپ
کے صاحبزادے کے انتقال کی خبر پڑھی گو کہ جو صدمہ آپ کو پہنچا اس
کا غم صرف آپ ہی محسوس کر سکتے ہیں مگر المسلم اخوا المسلم کے ناطے جواں
مرگ پر اظہارِ تعزیت کیے بغیر رہ نہیں سکتا۔ دعا ہے مرحوم کو خُدا
جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ جملہ پیمانندگان کو صبر
جمیل عطا فرمائے آمین۔

معذرت! میں گذشتہ ۲ ماہ سے علیل رہا ہوں طبیعت کچھ کسٹ
ہوئی ہے ورنہ خود حاضر ہو کر تعزیت کرتا۔

شکر یک غم
شمارِ خوانِ رسالت محمود غازی ایڈووکیٹ
قصور

جناب غلام مرتضیٰ
الریاض - جدہ

محترم مکرم میاں صاحب ، مدظلہ عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کل ہی برادر محترم میرا حمد صاحب کا شیخوپورہ سے خط آیا۔ جس میں عزیزم
میاں محمد مراد حسنین صاحب کی ناگہانی انتقال کی خبر تحریر تھی۔ پڑھ کر یقین
تو نہ آ رہا تھا۔ لیکن پھر دوبارہ بھائی جان نے نیچے بھی یہی بات تحریر کی
ہوئی تھی۔ پڑھ کر شدید ذہنی اور دلی طور پر صدمہ ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔

اس مرتبہ بھی آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ ان کی طرف سے خاصے
فکر مند تھے۔ اللہ کی رضا ہے۔ اور اللہ کی رضا کے آگے کسی کا زور
نہیں ہے۔ مرحوم ایک اچھے اور ملنسار۔ باخلوص انسان تھے۔

خداوند کریم اپنی رحمت خاص سے ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا
کریں۔ اور آپ سب اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کریں۔ ہم سب اہل خانہ
آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں

شریکِ غم و دعا گو
بیگم و غلام مرتضیٰ - الریاض
سعودی عرب

جناب پروفیسر خالد بزومی صاحب
دولت رام سٹریٹ - لاہور

جناب برادر م نصرت صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گزشتہ دنوں آپکو جو صدمہ پیش آیا اس پر اظہارِ افسوس کے لیے
میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ میں اس سے پہلے یہ خط اس لیے نہ لکھ سکا
کہ میرا خیال تھا میں خود شرفیور آکر اظہارِ افسوس کر دوں اور دعائے مغفرت میں
شامل ہوں گا لیکن کچھ دنوں سے طبیعت کی مسلسل ناسازی کے باعث
آہیں سکا۔ آج اور کل بھی اسی ناسازی طبع کے باعث رخصت پریموں
طبیعت بجال ہونے پر انشاء اللہ جلد حاضر ہوں گا۔

اس وقت اللہ سے دست بردا ہوں کہ وہ آپ سب اہل خانہ کو
یہ صدمہ برداشت کرنے کی سمیت دے اور مرحوم کی عاقبت بہتر فرمائے۔
آمین۔ اس جوان موت پر افسوس اور بہت افسوس ہے۔

فقط :- خالد بزومی



جناب فقیر محمد

ولد خیر دین مرحوم الریاض سعودی عرب

محترم جناب قبلہ برادر بھائی جناب نصرت نوشاہی صاحب

آداب!

کے عرض یہ ہے کہ سنا ہے کہ آپ کا لخت جگر جو اس سال بیٹا

رضائے الہی سے فوت ہو گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّا عَلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

سن کر دلی افسوس ہوا۔ بھائی رضائے الہی جیسے خدا کو منظور تھا

آپ کے لخت جگر کے لیے خداوند کریم سے دعا گو ہوں کہ خدا

وند کریم بچے کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام

گناہوں کو معاف فرمائے۔ ساتھ آپ کو اولاد

آپ کے گھر کے تمام اشرار و دیگر عزیزوں رشتہ داروں کو صبر

جمیل عطا فرمائے آمین شتم آمین

اور بھائی صاحب میں یہاں پر بالکل خیریت سے ہوں

کوئی فکر نہ کریں۔ اگر ہو سکے تو جناب دربار عالیہ حضرت ہر نی شاہ

صاحب اور جناب حضرت میاں نیک محمد صاحب کی قبر

اقدس پر میری طرف سے حاضری دیتے ہوئے عاجزانہ سلام عرض

کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری پردیسوں کی تندرستی اور کام

کاج میں خیر و برکت کے لیے دعا کرنا۔ بہت بہت مہربانی شکریہ!

جناب بھائی نصرت نوشاہی صاحب اس وقت ٹیپا ریکارڈ

پر شبیر احمد گوندل کی آواز پر نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سن رہا ہوں۔ آواز شبیر کی ہے لیکن حقیقت آپ کی نظر آ رہی ہے

کیونکہ شبیر نے جو کچھ حاصل کیا ہے اور جو کچھ بھی ہے آپ کی بدولت ہے۔

آپ کے قیمتی وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے مختصر کرتا ہوں اجازت چاہتا ہوں۔

نیاز مند بہ
فقیر محمد۔ الریاض



جناب اللہ رکھا صاحب چوہدری
بٹرانوالی۔ گوجرانوالہ

عالی مرتبہ جناب حضرت میاں صاحب

بصداپ واحترام عاجزانہ سلام قبول ہو۔

جواں سال صاحبزادے کا اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جانا ہم

سب کے لیے خصوصاً اہل خانہ کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ ہم آپ کے غم میں برابر شریک ہیں۔

خدا تعالیٰ آپ تمام اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سے روٹھنے والے کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ رکھا۔ منیجر نیشنل بینک



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترم جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید
شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ

مکرمی اسلام مسنون

اخبار کے تراشوں اور آپ کے سوادِ خط سے، عزیز کی وفات کا علم ہوا۔ دکھ ہوا کہ یہ قلبی تعلق کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اور ایک فطری بات ہے۔ ایسے موقعوں پر تسلی و تسفی کے بے شمار پیرائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سہارا لے کر کہا جاسکتا ہے کہ وقت مقررہ ہے اور خوشبو کب تک پھول کے سینے میں اسیر ہو کر رہ سکتی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ انجامِ محفل مرتب ہی تب ہوتا ہے جب ستارے ڈوبتے اور شمعیں بجھتی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پیمانے جب بھرنے سے پہلے چھلک جائیں تو ساقی ازل کی آنکھیں بھی بھیگ جاتی ہیں، غم کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے کہ کوئی شاعرانہ تعبیر اور کوئی فلسفیانہ توجیہ بھی نتائج کی تلخیوں میں کمی نہیں کر سکتی۔ رونا چاہیے اور رونا پڑے گا کہ دل کا غم آنسوؤں سے دھلا کرتا ہے۔ آپ باپ ہوتے ہوئے بھی جانے والے کو روک نہ سکے، تو میں لفظوں سے کھیل کر آپ کے زخموں کو کیونکر سہلا اور بہلا سکتا ہوں کہ فی الواقع شکستہ ناخن بھی ہوں اور سوختہ پرکھی۔ ہر نوع سے مجبوری ہے اور ہر راستہ اسی ذاتِ بلند و برتر کے در تک جاتا ہے جو غفور بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

روح لرزاں ہے مری اور آنکھ نم آلود ہے
ہستی انسان زوالِ آمادہ و بے بود ہے
پھر بھی دل میں اک سکینت اور یوں پر ہے دعا

جاننا ہوں سیلِ اشک و آہ اب بے سود ہے
راہِ استمرار و دیومت یہاں معدود ہے
سایہ گستر آپ پر ہو غفور رحمت کی ردا

مولا کریم مرحوم کو نصرتِ جاوداں سے نوازیں اور ہم سب کو اپنے جذبہ
عفو و رحمت سے صبر و سکون عطا فرمائیں۔

گھر سے گھر میں سلام اور اظہارِ غم۔

والسلام

آپ کا

مہر اقبال



جناب ڈاکٹر تحسین ذاتی صاحب شعبہ اُردو - جامعہ پنجاب، لاہور

مکرمی و شفقی نوشاہی صاحب

سلام سنون !

آج ہی جناب انور تسم صاحب سے آپ کے سخت جگر کی جانکاه
وفات کی خبر سنی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بے حد صدمہ ہوا معلوم
ہوا کہ مرحوم کو تلی کا عارضہ تھا اور یہ کہ آپ نے علاج میں کوئی کسر اٹھانہ
رکھی۔ بس کیا کیا جائے سوائے امر کے کہ قدرت کو یہی منظور تھا۔ اللہ
آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو کر دٹ کر دٹ چین بصبیب
فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین! شریکِ غم

تحسین ذاتی



جناب حاجی بشیر احمد کھوکھر
کویت

برادر محترم میاں نور محمد صاحب نصرت نوشاہی

آپ کے عزیز صاحبزادہ مراد کے انتقال کی اندوہناک خبر ملی تو آنکھیں
منناک ہو گئیں دل بچھ سا گیا اور ابھی تک دکھ اور غم کے احساس سے جسم و
روح پڑمردہ سے ہیں یہ پہاڑ جیسا غم ہے۔ صرف آپ کا ہی نہیں ہمارا
بھی ہے۔ اس عظیم نقصان اور فقدان کے عظیم غم میں میں آپ کی طرح برابر
کا شریک ہوں۔ جو امرگ عام موت نہیں ہوتی۔ ماں اور باپ دونوں کو
مار جاتی ہے بیمار کر دیتی ہے۔ بوڑھا کر دیتی ہے (اللہ نہ کرے)

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مر جھا گئے

پھول تو دو دن بہا رہا نورا دکھلا گئے

لیکن میاں صاحب۔ عزیز القدر بھائی صاحب یہ ایک حقیقت ہے اور
اٹل ہے۔ نہ ٹلتی ہے۔ نہ ٹالی جاسکتی ہے۔ اس کو روکنا بدلنا کسی کے
بس میں نہیں ہے اس کے تسلیم کر لینے سے ہی بات بنے گی سنا ہے
آپ کا رونا ختم نہیں ہوتا۔ آنسو تھمتے ہی نہیں۔ کیوں نہ ہو۔ جگر کا ٹکڑا جدا
ہو گیا۔ اس طرح جدا ہوا کہ اس دنیا میں۔ اس زندگی میں کبھی دوبارہ مشتاق
آنکھیں اُسے دیکھ نہ سکیں گی۔

بھائی صاحب اب تو آپ کو صبر کرنا پڑے گا۔ کب تک رو رو کر بُرا
حال کرتے رہیں گے خدا کے لیے اپنے آپ کو سنبھالئے۔ آپ سنبھلیں گے
تو دوسرے گھر والوں کو سنبھالا دے سکیں گے۔

میری دلی دُعا ہے کہ اللہ پاک کو یہ غم برداشت کرنے کی طاقت عطا کریں
اور صبر عطا کریں، آمین

اللہ میاں مرحوم کے بھائیوں: بہنوں: ماں اور دوسروں کو بھی صبر عطا
فرمادیں۔ آمین

والسلام :- آپ کے غموں کا شریک خوشیوں کا شریک

آپ کا بھائی

حاجی بشیر کھوکھر۔ کوئٹہ



بسمہ تعالیٰ

حضرت محترم صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب

سلام سنون!

آپ کے جواں سال نختِ جگر کے سانچہ ارتحال کی خبر ابھی ابھی برادر

گوہر نوشاہی صاحب نے پہنچائی ہے میں ایسے جانکاہ صدمے پر تسلی و
تشفیٰ اور صبر و سکون کے لیے کیا معمولی الفاظ دہراؤں مجھے آپ کی
کیفیت کا اندازہ ہے بس نظر آسمان کی طرف اٹھتی ہے اور اس کی
مشیت کے سامنے خاموش ہو جاتی ہے۔

عارف نوشاہی

اسلام آباد



جناب
حافظ افتخار احمد ساجد گجراتی
انسٹرکٹر گورنمنٹ ٹرننگ سنٹر
گوجران

محترم المقام جناب علامہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کینویں لکھاں؟ ہتھ کنب رہ نہیں۔ قلم بار بار رُک رنی اے۔ اکھر سوچاں
دائنگ چھڑ رہ نہیں۔ اکھاں لہو دے نیر وگار ہیماں نہیں۔ چندری ہوکے
تے ہاواں بھر بھر کر لاناں پارنی اے۔ ہر پاسے اگے پھتے تے آئے
دو اے غماں دکھاں تے ہجراں دے ڈاہڑے در داں گھیرا پالینا
ہویا اے۔

محترم علامہ جی: آپ جی دے صاحبزادے دی فوتگی داسن کے کی
دساں کی حال ہویا اے۔ دل پھٹ گیا اے۔ رب وی سوہناں کیڈا
بے پرواہ اے۔ آپے دیندا اے تے فیر آپے ای چپ چیتے کھوہ کے
لے جاندا اے۔ میری دُعا اے جے رب صدقہ کملی والی سرکار دا آپ
جی نوں صبر تے ایہہ بھارا دکھ سہن دی توفیق بخشے۔ ہوہاں اسیں مجبور
بندے کر وی کی سکدے ہاں۔

رب سوہناں آپ جی نوں صبر دیوے
آمین ثم آمین

رب راکھا

آپ جی دے دکھ داساںجھی
حافظ افتخار ساجد۔ گوجران

۱۱/۲/۸۹

28th Jan. 89
Arlington. Va.
U.S.A.

Dear Sultan,

The news of the death of our dear brother shocked us all. It was very hard to believe, I wished it to be wrong. But when I called at home, mother confirmed the news.

I don't know what's going on in this mortal and material world.

He was very nice, noble, and gentle boy. Though, lack of communications parted our family, but still it our family and at least we are proud of it. I really feel empty and my heart is filled with sorrow, grief, melancholy and sadness.

May God Bless his soul and rest him in piece. Please don't lose patience, please get your-self together and try to take care of the youngsters.

Because they need moral and mental support. As your being oldest put you responsible for their welfare and help them get over with this great loss.

I wish, I was there to condole and help everything I could, but I am helpless. Please accept my heartiest condolence.

Memonna, Hufsa, Sohaib and youngsters need more attention than before.

I perfectly understand your conditions. I been through this before.

Seven years have been passed to the death of NASIK GULL, but still it seems that it happened last week. I still cannot believe it.

Please condole uncle and aunt. Life is a bubble of water and these days, un-expected deaths made it more difficult to understand.

Please, write me, what happened ?

If I can be of any help, please do not hesitate to let me know.

God bless every body.

Yours brother,

Sajjad Haider
5816 Lincoln Meadow
Place No. 502, Ft. Worth
Texas 76112
U.S.A.



0/1040 AN-12 ISLAMABAD ABB PARA 23 26

Nusrat Noushahi
Mohallah Harni Shah
Sharakpur Sharif
Distt: Shiekhupura

Heartful condolence on this loss not
hear able to (.)

L-2
T-1720
Dated 23.1.1999

یادش بخیر

حیاتِ مراد ، ماہِ وسال کے آئینے میں

تاریخ پیدائش _____ بمطابق میونسپل اسکول ریکارڈ

۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء بروز پیر

جائے پیدائش _____ شرفپور شریف

امتحان میٹرک سائنس مضامین میں _____ ۱۹۸۵ء میں ۵۳۲ نمبر لیکر پاس کیا
گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول

شرفپور شریف سے

امتحان ایف اے اسلامیہ کالج _____ ۱۹۸۶ء میں ۶۱۹ نمبر لیکر پاس کیا

سول لائبر لاپور سے

تاریخ وفات _____ ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء بروز جمعہ المبارک

وفات کے وقت عمر _____ ۲۰ سال، دس ماہ، دو دن



سکول اور کالج میں قیام کے دوران آپ کے چال چلن اور اخلاق و کردار کے بارے میں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب اور جناب پرنسپل نے عمدہ ریکارڈس تحریر کیے ہیں جو آپ کے کیریئر سرفیکسٹ سے عیاں ہیں۔ بی۔ اے سال اول کے سالانہ امتحان میں بھی آپ نے بہترین نمبر حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی۔

علاقت سے پہلے ایم۔ اے۔ او کالج میں بی کام میں داخلہ لیا۔ لیکن تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



Roll No. 20031

Si No. 04212

BOARD OF INTERMEDIATE & SECONDARY EDUCATION, LAHORE

Intermediate () SPRING Examination 1987
HUMANITIES Group

Certified that MUHAMMAD MUHAMMAD HASHAHI
son/daughter of PTAN MOUJ MUHAMMAD NUSRAT NAUSHAHI
Registered No. 807-11-85
College/Institution UPPER SECONDARY SCHOOL CIVIL ENGINEERING LAHORE
has passed the Intermediate Examination conducted by this Board in FULL as a
REGULAR candidate. He/She offered the subjects and obtained the marks as follows:

Sl. No.	SUBJECT	MARKS	
		Maximum	Obtained
1	Urdu	200	118
2	English	200	107
3	Islamic Education	50	42
4	Pakistan Studies	50	30
5	ISLAMIC STUDIES	200	098
6	ECONOMICS	200	107
7	MATH MATICS	700	122
8	TOTAL MARKS (In Figures)	1100	614

(In Words) SIX HUNDRED AND NINETEEN

External Grade C Internal Grade D

Muhammad Hasha

SECRETARY

Lahore, AUGUST 27, 1987

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نمبر شمارہ 775

گورنمنٹ پالاک سیکنڈری سکول - شرفپور شریف



کریکٹر سرٹیفیکیٹ

تصدیق کی جاتی ہے کہ طالب علم نام برادری..... وارڈ..... نوٹیفکیشن..... شریفی
رول نمبر..... 792..... رجسٹریشن نمبر..... 8/51/58..... حاجت دفعہ سکشن..... نے
گورنمنٹ پالاک سیکنڈری سکول شرفپور شریف سے سیکنڈری سکول امتحان منظمہ
کریکٹر سرٹیفیکیٹ..... (1985ء)..... نمبر حاصل کر کے پاس کر لیا ہے۔

ادارہ میں ایام کے دوران اس کا جال جان اجھا رہا۔

یہ طالب عام درج ذیل غیر لسانی سرگرمیوں میں حصہ لیتا رہا:

بزم ادب.....
.....

اس نے داخلہ لیٹ میں گزرا..... حاصل کیا۔

یورڈ کے امتحان میں اس کا گزرا..... لیا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اس کا مستقل درخشاں ہو۔

.....

پتہ ماسٹر
گورنمنٹ پالاک سیکنڈری سکول شرفپور شریف

تاریخ اجراء: 25-7-85

(Supplied by: Friends Educational Service 10-Aibek Road, Anarkali, Lahore)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



No 15957

Roll No. 33742

Enrolment No. 133-459-50-83

Religion I. a. a.

BOARD OF INTERMEDIATE & SECONDARY EDUCATION, LAHORE

Secondary School (Spring) Examination, 1985
Science Group

Certified that _____ Muhammad Mirza Mushtaq _____
son/daughter of _____ Noor Muhammad Musrat Nosrabi _____
of the _____ Govt. Pilot Secondary School, Jaranpur (Sholkiyara) _____
has passed the Secondary School Examination conducted by this Board _____
on _____ and has been placed in Grade B _____

He/She offered the subjects and obtained the marks as follows:

1. Urdu	16	2. English	121
3. Islamiyat	52	4. Pakistan Studies	43
5. Mathematics	70	6. Physics	49
7. Chemistry	45	8. Biology	44

In Internal Assessment, he/she was awarded Grade | B | by his/her Institution.

His/Her date of birth as recorded in the admission form is E-3-1968
(Eighteenth March, one thousand nine hundred and sixty eight)

Mark of Identification _____ Wound mark on left wrist.

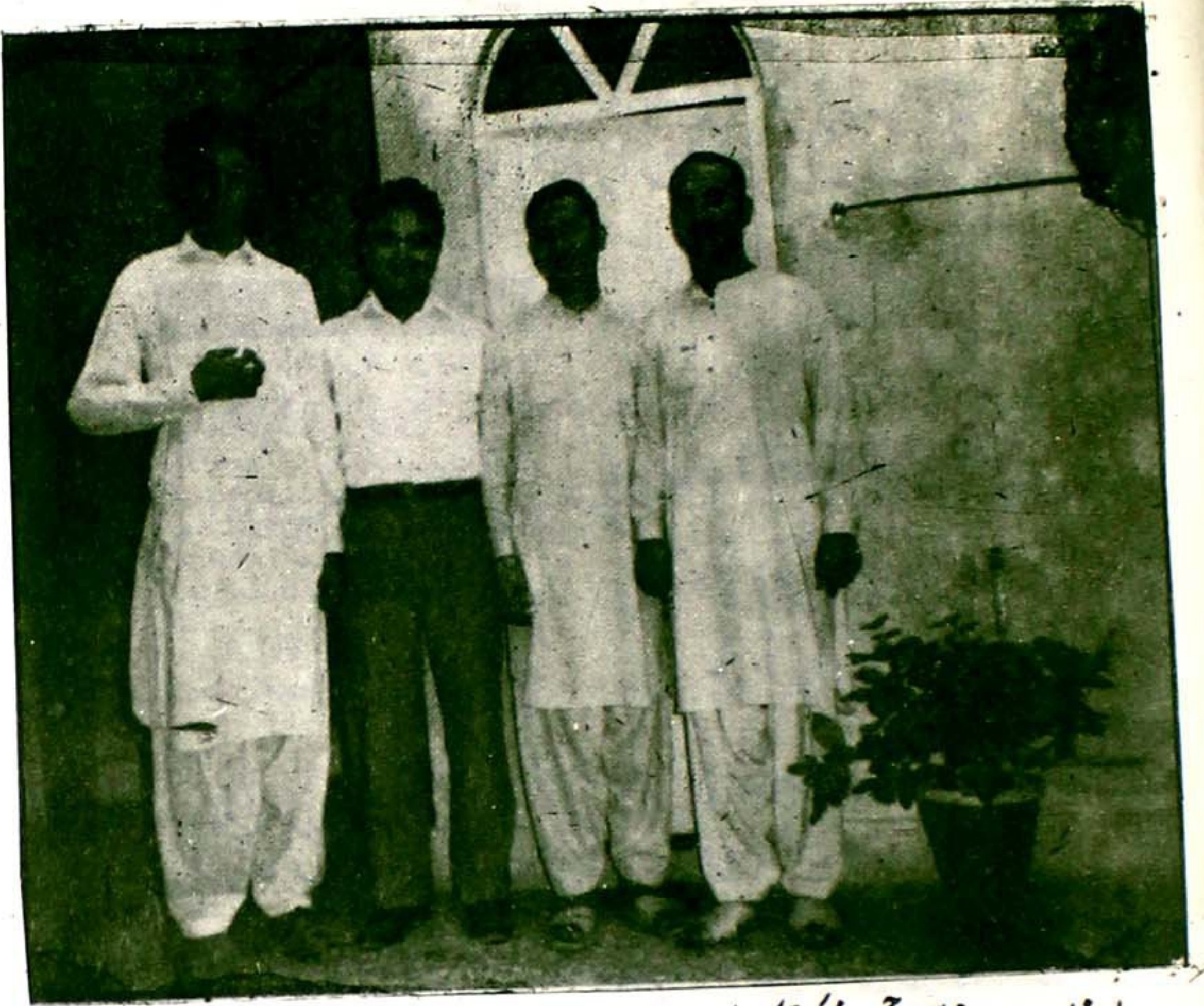
LAHORE,

June 30, 1985.

CP-11501-22000-75-4-85

(Grading Legend Overleaf)

Z. M. Mirza
SECRETARY



صاحبزادہ میاں محمد مراد حسنین کی ایک یادگار تاریخی تصویر۔ یہ وفات سے چند روز پہلے کی ہے۔
اس لحاظ سے یہ آپ کی آخری تصویر ہے۔ لبوں سے لہجی معصوم مسکراہٹ نمایاں ہے۔
(دائیں سے بائیں) محمد معینٹ نوشہ۔ مراد، مسٹر غلام صدیقی (امریکہ) اور محمد صہیب پھیار۔



اس سانحہ فاجعہ پر

وہ شذراتِ غم جو اخبارات و جرائد نے رقم کئے



استقبال

نامور عالم دین، متاثر وائل اور ادیب و شاعر علامہ حضرت نوشاہی کے حوالہ سال صاحب زادے میں مولانا حسین طویل طالت نے بعد انتقال کر گئے ہیں مرحوم کی عمر پچیس سال تھی وہ اسلامیہ کالج سیل لائز میں بی اے کے سال چھٹم سے طالب علم انتہاء سہ کے تھے اور حق پرست نوجوان تھے جس کی رسم جنازہ 26 جنوری بروز جمعرات شہر شریف میں ہوگی۔

میاں مراد نوشاہی کی وفات پر عزیمت

شہر (۱۱ مارچ) شہر کی طرف سے ہائی اسکول کے شاہی تعلیموں کے شاہی تعلیموں میں شہر کے ممتاز عالم دین اور مشہور شاعر و ادیب علامہ حضرت نوشاہی کے حوالہ سال صاحب زادے میں مولانا حسین طویل طالت نے بعد انتقال کر گئے ہیں مرحوم کی عمر پچیس سال تھی وہ اسلامیہ کالج سیل لائز میں بی اے کے سال چھٹم سے طالب علم انتہاء سہ کے تھے اور حق پرست نوجوان تھے جس کی رسم جنازہ 26 جنوری بروز جمعرات شہر شریف میں ہوگی۔

روزنامہ 'مشرق' لاہور - ۲۵ جنوری ۱۹۸۹ء
صفحہ نمبر ۵

روزنامہ 'مشرق' لاہور - ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء
صفحہ نمبر ۲

اظہارِ تعزیت

کریم بخش اسماعیل صاحب کا بڑے بڑے شہر شریف میں نوجوانوں اور بھائیوں کی نظموں کے اجلاس میں نوشاہی صاحب کے بڑے بڑے مراد نوشاہی کے نوجوان صاحب زادے کے انتقال پر اظہارِ تعزیت کیا گیا اور مرحوم کے لیے ناکھ لگانے کی گئی۔

روزنامہ 'وقت' لاہور - جنوری ۱۹۸۹ء
صفحہ ۵

اظہارِ تعزیت

شہر (۱۱ مارچ) شہر کی طرف سے ہائی اسکول کے شاہی تعلیموں کے شاہی تعلیموں میں شہر کے ممتاز عالم دین اور مشہور شاعر و ادیب علامہ حضرت نوشاہی کے حوالہ سال صاحب زادے میں مولانا حسین طویل طالت نے بعد انتقال کر گئے ہیں مرحوم کی عمر پچیس سال تھی وہ اسلامیہ کالج سیل لائز میں بی اے کے سال چھٹم سے طالب علم انتہاء سہ کے تھے اور حق پرست نوجوان تھے جس کی رسم جنازہ 26 جنوری بروز جمعرات شہر شریف میں ہوگی۔

انتقال



نامور عالم دین، متاثر وائل اور ادیب و شاعر علامہ حضرت نوشاہی کے حوالہ سال صاحب زادے میں مولانا حسین طویل طالت نے بعد انتقال کر گئے ہیں مرحوم کی عمر پچیس سال تھی وہ اسلامیہ کالج سیل لائز میں بی اے کے سال چھٹم سے طالب علم انتہاء سہ کے تھے اور حق پرست نوجوان تھے جس کی رسم جنازہ 26 جنوری بروز جمعرات شہر شریف میں ہوگی۔

روزنامہ 'پاکستان ٹائمز' لاہور - ۲۲ جنوری ۱۹۸۹ء
صفحہ نمبر ۳

OBITUARY

A prominent Alam-e-Deen Allama Nusrat Naushahi's son of Mian Mohammad Murad Hasnain died after protracted illness at Shariqpur Sharif. The deceased was 22 years old and a student of B.A. final. He was buried in his ancestral graveyard. -P.T.

محمد مراد حسینؒ کے والد لکھتے ہیں۔



شدتِ غم سے لرزتے ہوئے ہاتھوں اور بے اختیار ڈھلکتے ہوئے آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی بو جھل آنکھوں کے ساتھ کیسے لکھوں اور کیا لکھوں کہ میرا لادلا، پیارا جوان بیٹا محمد مراد حسینؒ، مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا۔ مجھ پر وہ کوہِ غم ٹوٹ پڑا ہے کہ زندگی پس کر رہ گئی ہے۔ اے کاش! یہ الفاظ لکھنے کے لیے میں خود زندہ نہ ہوتا۔ مجھے ماں یہ صدمہ جانکاہ دکھینے کے لیے نہ جنتی۔ آہ! میں کتنا بد قسمت انسان ہوں، جس نے اپنی آنکھوں سے جوان بیٹے کی وفات کا بھیانک منظر دیکھا ہے۔ اپنی سانسوں میں آتشِ غم سے تپتے اور غم کی تپتی ہوئی دوپہر میں اپنی اُمنگوں کو جھلستے دیکھا ہے۔ یہ غم کبھی اتنا شدید ہو جاتا ہے محسوس ہوتا ہے میرا کلیجہ پھٹ کر منہ سے باہر آجائے گا۔ رونا میرا مُقَدَّر بن گیا ہے اب اس کی یاد میں روتے رہنا ہی مجھے سکون دیتا ہے۔ میرے پاس اب ویران خیالوں اور اُداس لمحوں کے سوا کیا باقی رہ گیا ہے۔ قوامی بدن مضطرب ہو رہے ہیں، ذہن مفلوج اور دل بیمار وحشت اثر ہے۔ بڑھا پا قریب آن لگے۔ یوں لگتا ہے میں عرصہ محشر میں کھڑا ہو گیا ہوں۔ بے چینیوں کی بھری ہوئی لہریں مجھے لزار رہی ہیں، لمحے مجھے ناگتوں کی طرح دُس رہے ہیں، میرا بیٹا سچ مچ کا بھولا کبوتر تھا۔ سیدھا سادا درویش نوجوان تھا۔ سوچتا ہوں اگر اُس بھولے کبوتر نے صرف اتنے سے قلیل عرصہ کے لیے ہی دنیا میں آنا تھا تو اس سے بہتر تھا کہ آیا ہوتا یا آیا تھا بچپن ہی میں اللہ کو پیارا ہو جاتا تاکہ عین عنفوانِ شباب میں جب کہ اسکی بہارِ زندگی

ابھی پر کھول رہی تھی، وہ ہمیں داغِ مفارقت دے گیا۔ آہ! یہ المناک حادثہ
ہمارے مقدر میں تھا۔

چرخِ پیر اندر تماشہ سازئی خاکِ کہن

ابن آدم! سوزِ گہرا و اشکبار و دلِ فگار

صاحبو! میرا نختِ جگر مرادِ بڑی خوبیوں کا مالک تھا، نہایت حسین و جمیل

عادات رکھتا تھا۔ اخلاص کا مرقع، حلم کا پیکر، حیا کا منظر اور شرافتِ نسبی کا

آئینہ دار تھا۔ وہ خالق کی تخلیق کا حسین شاہکار تھا۔ صورت، سیرت اور

شخصیت میں منفرد انسان تھا۔ وہ اپنی رات آپ ہی پیدا ہوا تھا۔ مجھے اس

کا ہمہ گیر اخلاق، اُس کی شائستہ باتیں، اُس کی حیا دار آنکھوں کا جھکاؤ، اس

کی شرمیلی نگاہیں، پُر وقار تمنا ہوا چہرہ، دھیما اندازِ گفتگو، اُس کا قدرِ عنا،

اس کا جمالِ زیبا اور اُس کا ہکا معصوم تبسم، اُس کی عفتِ بدوش اٹھتی جوانی

اور اُس کی ہر ادائے دلنواز ایک ایک کر کے یاد آتے ہیں تو دل سے اک ہوک

سی نکلتی ہے۔ جھوٹ سے اسے نفرت تھی۔ سینہ اُس کا کینہ سے خالی تھا، محبت و

خلوص اخلاق اور خود اعتمادی اس کا شعار تھا۔ خدمتِ خلق اُس کا نصب العین

تھا۔ برائی کی راہ سے وہ کوسوں دُور رہتا تھا۔ وہ اپنی ذات میں انجمن تھا۔

کھیل تماشے کو پسند نہیں کرتا۔ علم و فن کے لیے وہ رات دن انتھک محنت کا عادی

تھا۔ ہنر اور صنعت و حرفت کا دلدادہ تھا۔ باغبانی کا اُسے بیحد شوق تھا، خود

لطیف مزاج تھا اور لطیف چیزوں کو پسند کرتا تھا۔ اب وہ ہر وقت مہمیرے

خیالوں کی وادیوں میں اور تصور کی پہنائیوں میں پھرتا ہے۔ میرے حواس کا

لمس اسے محسوس کرتا ہے، لیکن کٹیف ہاتھ اُس تک نہیں پہنچتے۔ وہ میرے

دل کی دھڑکن تھا۔

مُراد! مُراد! جب میں اُسے آواز دیتا "جی ابو"، کہہ کر وہ فوراً میری طرف پلکتا۔ جی ابو! اُس کا میرے لیے تکیہ کلام تھا۔ ماں کا احترام اُس کے دل میں مجھ سے بھی زیادہ تھا۔ وہ بڑا حقیقت پسند تھا اور حقیقت پسندی کے رجحان نے اسے عنفوانِ شباب ہی میں قابلِ تقلید نمونہ بنایا دیا تھا۔ حق آشنا ہونا بڑے کمال کی بات ہے، حق کے لیے زندگی وقف کر دی جائے تو صحیح راستے پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، مُراد نے اس مقصد کے لیے راستے کی ہر مشکل کو دُور کر لیا تھا اور وہ بالکل اپنے ایمان کی روشنی لے کر بالکل درست سمت میں چلا جاتا تھا۔

آہ! وہ مجھ سے میرے ارمانوں کی رنگینیاں چھین کر لے گیا ہے۔ میری مسکراہٹوں کو، سسکیوں، آہوں اور نالوں کا روپ دے گیا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں غم و اندوہ کی کتنی ہی خوفناک آنڈھیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے لیکن مراد کی وفات نے میری کمرہت توڑ کے رکھ دی ہے۔ میرے حوصلہ کو ہلا دیا ہے۔ دوسروں کو صبر کی تلقین تو کرتا ہوں لیکن پدری شفقت اور بشری فطرت کا یہ عالم ہے کہ خود بچوں کی طرح ہاڑیں مار مار کر رونے لگتا ہوں، ایسی کیفیت میں میرے لیے صبر صرف لفظ بن کے رہ جاتا ہے اور ~~اشکباری~~ ^{اشکباری} پر امیر اختیار نہیں رہتا۔ تب مجھے مراد کی روح تسلیاں دینے لگتی ہے اس کے باوجود بھی مجھے قرار نہیں آتا۔

عالم رویا میں ایک شب اُس نے مجھے کہا "ابو جی تم بہت ادا اس ہو گئے تھے نا! تم روتے رہتے ہو؟ بہت روتے ہو، اس لیے مجھے تمہاری ملاقات کے لیے بھیج دیا گیا ہے خوش ہونا! اب تو نہیں رو گے!"

صاحبو! میں اُس کے متعلق کیا کیا باتوں سننا کچھ اور ہوتا ہے، دیکھنا

کچھ اور حق تعالیٰ کی عنایات کا پروردہ وہ کیا نوجوان تھا۔ میرا جذبہ دل تھا میری محبتوں کا مرجع تھا، جسم و جان تھا، میرا ذہن، میرا خیال تھا۔ اس کی رگوں میں میرا خون دوڑ رہا تھا۔ وہ قرآن مجید کا شیدائی، سنتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو۔ اہل دل کا حلقہ بگوش اور بزرگانِ دین کا سچا خادم تھا۔ شریعت کی راہ پر چلا، طریقت پر گامزن رہا۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند، عابدِ شب زندہ دار اور اپنے دادا جی کی طرح نہایت صالح، سنجیدہ، خلیق، بردبار، متحمل مزاج قناعت پسند، عاقل و دانا تھا۔ اپنے دامنِ حیات کو اُس نے دنیوی آلائشوں سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ وہ اپنی ذات سے باہر نہ نکلا، اہل دنیا کی طرح اُس نے دنیا کو زیادہ گھوم پھر کر نہ دیکھا۔ بس اپنے حال میں مست رہا۔

در ویشِ خدامست نہ شرتقی ہے نہ عزبی

گھر اُس کا نہ دلی نہ صفا ہاں نہ سمرقند

وہ صرف ذاتِ الہی سے محبت رکھنے والا نوجوان تھا۔ اُس کی توجہ کبھی دنیا کی خواہشوں لذتوں اور ریختیوں کی طرف نہ گئی۔ اس کی طبیعت میں بڑا استغنا تھا۔ عمدہ لباس، عمدہ غذا، یا روپے پیسے کی طرف اس کا میلان نہ تھا۔ جو دے دیا لے لیا، جو پہنا دیا پہن لیا، کھانے کو جو مل گیا کھا لیا۔ کسی چیز میں کبھی عیب یا نقص نہیں نکالتا تھا۔ علماء و اساتذہ کا احترام کرتا تھا۔ اہل فن کا قدر دان تھا۔ دوستوں، ہم جماعتوں، محلّے داروں، ہمسایوں اور ہم وطنوں کے لیے اس کے دل میں مخلصانہ جذبات تھے۔ وہ پڑھ لکھ کر ملک و ملت کی بے لوث خدمت کا آرزو مند تھا۔

اُس نے دنیا کو محض خواب کی طرح دیکھا اور ایک مسافر کی طرح بہت جلد اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہم نے بھی جیسے اُسکی زندگی کا

خواب ہی دیکھا ہے۔ اُس بھلے مانس بھولے انسان نے نہ کسی کو ستایا، نہ کسی کا دل دکھایا، نہ کسی کا حق چھینا، نہ کسی سے کوئی زیادتی کی۔ وہ دُنیا سے کیا لے گیا، کچھ بھی نہیں لے گیا مگر ہمیں اپنا بہت کچھ دے گیا ہے، اُس کی زندگی کے اعلیٰ اصول، اُسکی حق سے محبت، دیانت داری و فرض شناسی وغیرہ ہمارے لیے عمدہ سبق ہیں۔ اُسے کوئی ہم نشین چھڑتا، تنگ کرتا، غصہ دکھاتا، مگر وہ اُس کے جواب میں فقط ہکا سا سُکرا دیتا۔ ہلکی سی سُکراہٹ ہر وقت اُس کے ہونٹوں پر پھیلی رہتی تھی۔ ہم اُسے پیار سے ننھا کہا کرتے تھے۔ غصہ اُس کے اندر نام کو نہ تھا اور تیوری تو اُس کے ماتھے پر ہم نے آج تک دیکھی ہی نہیں۔ افسوس! ہم بھی اُس عظیم بیٹے کی صحیح معنوں میں قدر نہ کر سکے، اُس کی عظمت کا زیادہ احساس نہیں اُس کے جانے کے بعد ہوا اور عموماً ہم دارِ اہل حق کو اُن کی زندگیوں میں صحیح طور پر پہچاننے سے قاصر رہتے ہیں۔

خدا جھوٹ نہ بلوائے، محمدؐ را حسینؑ اپنے ہر قول و عمل میں اپنے دادا جی حضرت مہا نیک محمد صاحب علیہ الرحمۃ والخیران کا ٹھیک نمونہ تھا اُس کا وجود ہمارے لیے باعثِ برکت تھا۔ اُس کا معصوم نورانی چہرہ اُس کے زہد و ورع کا آئینہ دار تھا۔ سچائی اور حق پرستی کی روشنی اُس کی پیشانی سے ظاہر تھی۔ وہ زبردست تعلیم کا حوصلہ مند، ثابت قدم، مستقل مزاج اور ہمت والا تھا۔ اُس نے بڑا طویل مرض دیکھا۔ مگر آخری دم تک کیا مجال کہ کبھی نے اُس کے کراہنے یا سہی کرنے کی معمولی آواز بھی سُنی ہو۔ حتیٰ کہ جب وہ آخری ہچکی لے رہا تھا، اُس وقت بھی افسوس یا غم کرنے کی بجائے کہ میں دُنیا سے جا رہا ہوں، اپنے بھائیوں سے کہہ رہا تھا گھبراتا مت میں دُنیا سے جا رہا ہوں۔ اُس وقت بھی اُسے ماں باپ کی فکر لاحق تھی اور کہہ رہا تھا "اللہ

اب
 احمدمیرے بال بلب کیا کریں گے؟ بہنیں کیا کریں گی۔ اُس نے اپنی شفا یابی کے
 کے لیے جس طرح طویل مرض کے ساتھ مقابلہ کیا وہ بھی اُس کے مثالی حوصلہ و
 ہمت کا ثبوت ہے اس پر ہیزگار درویش نوجوان کا خاتمہ کلمہ طیبہ کا ورد
 کرتے ہوئے عین ایمان کی حالت میں ہوا۔ ورقِ گل کی طرح کھلا ہوا اُس کا
 ہشاش بشاش روشن چہرہ اُس کے پختہ ایمان کی صاف شہادت دے رہا تھا۔
 غسل دینے کے بعد اُس کے لب مسکراہٹ لیے ہوئے تھے، جس کا نظارہ ہیشمار
 دیکھتی آنکھوں نے کیا۔ قرآن مجید کی رُو سے عباد الرحمن کی پہچان یہی تو ہے۔

نشانِ مرگِ مومن یا تو گویم

چو مرگ آید تبستم بر لبِ اوست

ایسے انسان مر کر بھی نہیں مرتے۔ امر ہو جاتے ہیں۔ مراد زندہ جاوید شخصیت
 ہے۔ وہ ہر وقت ہماری چشم تصور میں پہناتا ہے اور دل کی دھڑکنوں
 میں موجود رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے درجات بلند کرے اُسکی
 مغفرت فرمائے اور حشر میں اسے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 کا سایہ رحمت نصیب ہو۔

خلوص رکھنے والے صاحبو! اب دنیا میں ہمارے لیے دعا کرو کہ ہمیں
 دولتِ تسکین مل جائے ہمیں قرار آجائے۔ مراد حسنینؓ تو ہمارے پاس
 واپس نہیں آئے گا۔ ہمیں نے آخر اُس جہان میں پہنچنا ہے جہاں وہ چلا گیا
 ہے۔ ہاں صاحبو! ضرور دعا کرو کہ پروردگارِ عالمین اپنے فضل و کرم
 سے ہمارے دکھی دلوں پر صبر و قرار کا مرہم رکھ دے۔ ورنہ ہماری
 زندگی **ہیں**۔ کوئی زندگی نہیں!

افسردہ غم خوردہ
 نصرت نوشاہی

بھائی محمد مراد حسینؒ میرے بڑے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت اچھے دوست بھی تھے۔ وہ بڑے نیک دل۔ نیک سیرت پر وقار شخصیت اور اچھی عادات کے مالک تھے۔

بھائی مراد حسینؒ کے متعلق لکھتے ہوئے ہاتھ تھر تھرا رہے ہیں اور جب لکھنے کی کوشش کرتا ہوں تو یکدم قلم رگ جاتا ہے اور ذہن میں یہ سوال بار بار اٹھتا ہے کہ میں کیا لکھوں کہ میرے بڑے بھائی اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو بڑا عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ادھر کہیں ہوں گے۔ اور یہ تو بالکل یقین نہیں آتا کہ وہ واقعی ہم سب کو چھوڑ کر اپنی آخری منزل مقصود کو پہنچ گئے ہیں۔

بھائی مراد حسینؒ مجھ سے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ مجھ سے دوستوں جیسی باتیں کیا کرتے تھے اور مجھ کو نصیحتیں کیا کرتے تھے کہ بھائی ایسا کرو ایسا نہ کرو۔ ہر وقت مسکرانے والی شخصیت اور وعظ نصیحت کی باتیں اور چھوٹے بھائیوں والی شفقت جب ذہن میں آتی ہے۔ تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

ایک دن میرا ریاضی کا پیپر تھا۔ مجھے اس پیپر کی تیاری نہیں تھی۔ تو میں گھبرا سا گیا۔ اور میں نے بھائی مراد صاحب سے کہا کہ بھائی میں نے آج پیپر دینے نہیں جانا۔ تو مراد صاحب بولے بے وقوف حوصلہ کیوں ہارتا ہے۔ انہوں نے مجھے دو تین گھنٹوں میں پیپر کی تیاری کروادی اور نصیحت کی کہ پیپر کے وقت گھبرانا نہیں۔ اور جب میں نے پیپر دیا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا پیپر اتنا اچھا ہوگا۔

ہم دونوں بھائی اکثر سیر کو جاتے تھے۔ ایک دن جب ہم دونوں

بھائی معمول کے مطابق سیر کو نکلے۔ راستے میں مجھے اپنے ٹیچر ملے۔ تو سلام میں مجھ سے ادباً تھوڑی سی غلطی ہو گئی۔ تو مراد صاحب بہت ناراض ہوئے۔ اور مجھ سے کہا کہ بھائی استاد واجب الاحترام ہوتے ہیں۔ تجھ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور مجھے آئندہ ایسا کرنے سے سختی سے منع کیا۔

بھائی مراد حسنینؒ پیار سے مجھے ”رت آئی بسنت بہار دی“ کہا کرتے تھے۔ اور جب بھی کوئی کام ہوتا تو کہتے بھائی ”رتی آئی“ کہاں گیا ہے۔ اور جب یہ الفاظ مراد کے چلے جانے سے کوئی بھی نہیں پکارتا۔ اور چھول جیسا چہرہ نرم و نازک طبیعت کا مالک۔ جب گھر میں نظر نہیں آتا تو آنکھوں میں آنسو امد آتے ہیں۔

میں مراد بھائی کی کس کس ادا کو یاد کروں۔ ان کا تصور دن رات مجھے بے چین کر رہا ہے۔ ان کی نصیحت آموز باتیں میرے دل کو تڑپا رہی ہیں۔ — خدا تعالیٰ، میرے بھائی کو جنت الفردوس میں مقام عطا کرے۔ وہ میرا سہارا تھے۔ میرا پیار تھے۔ میرے ہمدرد تھے۔ میرے غمگسار تھے۔ وہ اپنے عملوں کی وجہ سے بلند مقام حاصل کر گئے ہیں۔ میں تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں۔

میرے من کا چینؒ مراد حسنینؒ!

دہلے کہ رب تعالیٰ میرے بھائی کو اپنے مقام فاص میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں صبر و سکون عطا کرے۔

غم خور رہ

محمد راحت العین نوشاہی

صاحبزادہ میاں محمد مراد حسین نوشاہی نور اللہ مرقدہ

ک

دل نواز سیرت و شخصیت کا سدا بہار عکس



سوانحی تذکرہ



کی صورت میں ایشاء اللہ العزیز جلد منظر عیاشم پر لایا جا رہا ہے

دابطہ کے لیے

تنظیم نیاز مندان میاں محمد مراد حسین نوشاہی منزل شرف پورہ

ضلع شیخوپورہ